# حُسنِ کُن

(مُسدسِ مصطفیٰ ﷺ)

اِقرار مصطفیٰ

# حُسنِ کُن

(مسدسِ مصطفٰےؐ)

اِقرار مصطفٰے

حسنِ ادب فیصل آباد

03217044014

# Husn e Kun

*(Musaddas e Mustafa)*

*By*

*Iqrar Mustafa*


Licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

جملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ھیں


## ضابطہ


| | |
|---|---|
| نام کتاب: | حُسنِ کُن (مسدسِ مصطفیٰؐ) |
| شاعر: | اِقرار مصطفیٰ |
| کمپوزنگ: | غیور عباس، شعور عباس |
| اہتمام: | حسنِ ادب فیصل آباد |
| سرورق: | ڈاکٹر عارف حسین عارفؔ |
| باردوم: | 2023 |
| تعداد : | 500 |
| قیمت : | 500روپے |

ARI ID: 1689954781228

# انتساب

تخلیق کا سبب ہے مرے مصطفےؐ کی ذات
وہ ذات بھی ہے ایسی کہ ہے منبعِ صفات
وہ منبعِ صفات کہ ہے حاصلِ حیات
ایسی حیات جس سے درخشاں ہے کائنات
اُنؐ کی عطا سے اُنؐ کے لیے ہی لکھی کتاب
پھر کیوں نہ اُنؐ کے نام کروں اس کا انتساب

# فہرست


| | | | |
|---|---|---|---|
| ❖ | اظہارِ تشکر | | ۵ |
| ❖ | اقرار کی مسدسِ مصطفےٰ | ڈاکٹر محمد افتخار شفیع | ۷ |
| ❖ | اپنی مثال آپ | ڈاکٹر غلام شبیر اسد | ۱۳ |
| ❖ | اردو نعت میں۔۔۔) | ڈاکٹر عارف حسین عارفؔ | ۱۵ |
| ❖ | حمدیہ | | ۲۳ |
| ❖ | حالاتِ عرب | | ۲۷ |
| ❖ | آمد سے قبل معجزات | | ۳۱ |
| ❖ | آمد اور معجزات | | ۳۵ |


❖❖❖❖❖❖❖❖

# اظہارِ تشکر

## اقرار مصطفیٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے نہایت فضل وکرم اور نبیِ مکرم ﷺ کے وسیلہ جمیلہ کے سبب نعتیہ مجموعہ ''حسنِ کُن'' (مسدسِ مصطفیٰ) مسدس کی صورت میں مکمل ہوا۔ عہدِ رواں انتشار وخلفشار اور طرح طرح کے زوالی فتنوں کا عہد ہے۔ مسائل کی فراوانی اور وسائل کی کم یابی کے باعث ضروریاتِ حیات کو پورا کرنا وبالِ جان بن چکا ہے۔ ایسے میں خواہشات کی تکمیل کے لیے پر تولنا، کم فہمی اور دیوانے کے خواب کے مترادف ہے۔ مگر کچھ خواہشات، ضروریاتِ حیات سے بھی بڑھ کے ہوتی ہیں کیوں کہ ان کا تعلق ایمان ومحبت سے جڑا ہوتا ہے اور اہلِ ایمان ومحبت کا اعتقاد ویقین سے بھرپور اور مسلم نظریہ یہ ہے کہ تعلقِ خاطر خالصتاً نبی آخر الزماں ﷺ سے ہو تو خواہشوں کی تکمیل کے خواب کو تعبیر میں ڈھلنے کے اسباب خود بہ خود پیدا ہو جاتے ہیں یا اسباب پیدا کر دیے جاتے ہیں۔ موجودہ نامساعد حالات کے پیشِ نظر، مجھ ایسے کم مایا کا مجموعہ منصۂ شہود پر آنا درحقیقت احمد رضاؒ خاں بریلوی کے اس شعر کے مصداق ہے:

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبیؐ

عزیزانِ من! حُسنِ کُن'' مسدس کی ہئیت میں لکھا گیا ہے۔ اسمِ محمد ﷺ اور اسمِ احمد ﷺ کے اعداد کا مجموعہ 145 بنتا ہے، اسی نسبت سے مسدس کے بندوں کی تعداد 145 رکھی گئی ہے اور اسی وجہ کے پیشِ نظر اس میں خصوصی طور پہ یہ التزام ملحوظ رکھا گیا ہے کہ یہ موضوع، موضوعِ نعت ہے اور یہ سراپا نعت ہی رہے۔

الحمدللہ! ''حُسنِ کُن'' (مسدسِ مصطفیٰ) حسنِ نعت سے مزین ہے۔ پھر بھی یہ بات اپنی

جگہ صد فی صد درست ہے کہ:

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

خواہش اور دعا ہے کہ اس کاوشِ ادنیٰ سے اس بارگاہِ حسن میں حاضری کا شرف حاصل ہو جائے اور اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے حضور کسی قابل ٹھہرے تو دو جہاں کی کامرانی و کامیابی اور سرخروئی مقدر بن جائے۔ (آمین)

اس مجموعہ نعت پہ آراء قلم بند کرنے کے لیے میں، پروفیسر ڈاکٹر محمد افتخار شفیع، پروفیسر ڈاکٹر غلام شبیر اسد، علامہ طالب حسین کوثری صاحب اور پروفیسر ڈاکٹر عارف حسین عارف کا شکر گزار ہوں، جنھوں نے حالیہ ارتداد و فسق و فجور اور موجودہ ہنگامی حالات کے تناظر سے دامن بچاتے ہوئے وقت دیا اور ایمان کے تقاضوں کو سب تقاضوں سے برتر سمجھتے ہوئے اپنی محبت و موانست نبیِ مکرم ﷺ سے نبھانے کی سعی کی۔ اللہ پاک ان سب کی محبت و مودتِ مصطفیٰ کو قائم و دائم رکھے اور ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆

# اقرار کی مسدسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پروفیسر ڈاکٹر محمد افتخار شفیع

نعت کو دیگر اصناف ادب پر وہی تفوق حاصل ہے جو اس کی موضوعہ ہستی کو باقی انسانوں پر ہے (یعنی بعد از خدا.....)۔ گزشتہ صدیوں میں نعت کا تخلیق کردہ سرمایہ بہت زیادہ ہونے کے باوجود طلب سے کم ہے۔ زمانوں کے تغیر نے کیسے کیسے نامیوں کے نشانات کو بود سے نابود کر دیا۔ دنیا کے فٹ پاتھ سے انسانی نسلوں کے نہ جانے کتنے گروہ بے خیالی میں گزر گئے، ایسی مقدس ہستیاں بہت کم ہیں جنھوں نے جلوسِ جہاں میں اپنی یادوں کے دستخط ثبت کیے۔ وقت کے بہتے دھارے نے انسانی چہروں پر فراموشی کی دھول جما دی، لیکن چنیدہ لوگوں میں سرفہرست ایک باکمال ذات ایسی بھی ہے کہ وقت کا یہ سیلِ بے پناہ اس کے جمال پرانوار میں روز بہ روز اضافہ کرتا جا رہا ہے۔ اس کا ذکر حسبِ وعدہ بلند سے بلند تر ہوتا جا رہا ہے۔ دنیا کے دیگر مذاہب اور عقاید میں تصویریں اور بت بنا کر اپنے مشاہیر کو خراج تحسین پیش کرنے کی روایت موجود تھی، اسلام میں اس کی سخت ممانعت کی وجہ سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں الفاظ کا نذرانہ بہ ذریعہ نعت پیش کرنے کا آغاز ہوا۔

نعت کی صنف اپنے جلو میں متعدد فکری زاویے رکھتی ہے۔ آپ جناب سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے ساتھ ساتھ صورت میں بھی نور و نکہت کی ہمیشگیاں فی الحقیقت اسی مقدار میں موجود ہیں جسے دوسرے لفظوں میں خیر کثیر کہا جاتا ہے۔ جس طرح زندگی کے جمالیاتی زاویوں کی افادیت سے انکار ممکن نہیں بالکل اسی طرح اس عظیم ہستی کے جمال پرنور کی عظمت سے کیسے انکار ممکن ہے۔ ہماری شاعری میں داخلی کیفیات کی ترجمانی ہو، یا ملت کے اصلاح احوال کے تذکرے، ملتِ بیضا کی مشکلات کو استغاثے کی صورت میں بیان کرنے کا ہنر ہو یا حسن

وجمال روحانی نقش گری کی لگن، آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف کے منظّم رجحانات بہ آسانی دیکھے جا سکتے ہیں۔قدیم اردو میں معراج ناموں اور شمائل ناموں سے فروغ پانے والی اس پرنور اور معطر شاعری نے اکیسویں صدی میں مذہبی شاعری کے تشکیلی عناصر کو بھی سائنس کی ترقی اور مادیت پرستی کے تناظر میں فرد کی تنہائی کے ساتھ وابستہ کردیا ہے۔اس ماحول میں نعتیہ شاعری میں استغاثے کی روایت نے جنم لیا۔مولانا الطاف حسین حالی کی ''مدوجزر اسلام'' (مسدس حالی) اس سلسلے کی ابتدائی کاوش تھی۔اس شہرہ آفاق تخلیق نے قوم کے درد وغم کو آنحضور ﷺ کی سرکار میں پیش کرکے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کے سماجی مسائل کے حل کی ایک کوشش کی تھی۔شعری ہیئتوں کو عصری شعور کے ساتھ منسلک کرکے دیکھا جانا چاہیے،نعتیہ شاعری کے لیے غزل، نظم،مسمط،مثنوی،قطعہ،نظمِ معریٰ،ہائیکو،آزادنظم وغیرہ کی شکلیں رائج رہی ہیں۔اردو کی قومی شاعری میں مسدس کی ہیت ہمارے شعرا کے لیے خاصی پرکشش رہی تھی،لیکن انیسویں صدی کے آخر میں نئی ہیئتوں کے ورود سے اس کی چمک قدرے ماند پڑگئی۔

اردو کے معروف شاعر اقرار مصطفیٰ کے لیے اس سے بڑھ کر سعادت اور کیا ہوگی کہ ان کا نام ایک سو پینتالیس بند پر مشتمل اس نعتیہ مجموعے کے ذریعے آپ ﷺ ے مدح سراؤں میں شامل ہورہا ہے۔اقرار شعروسخن کی دنیا میں نئے نہیں اس سے پہلے ''اقرار'' اور ''درکار'' کے عنوان سے ان کے دو شعری مجموعے شائع ہوکر اہل نظر سے داد پاچکے ہیں۔ادبی حلقے ان کے شعری مقام ومرتبے سے خوب آگاہ ہیں۔اقرار مصطفیٰ صاحب کے ہاں پیدا شدہ فکری ارتقا نے نعت رسول مقبول کو اظہار کا وسیلہ بنایا ہے، بلکہ یوں کہیے کہ ذات باری تعالیٰ نے اقرار کی نعت کو ایک معدوم ہوتی ہوئی شعری ہئیت کی نئی زندگی کے لیے چن لیا ہے۔اس شعری مجموعے کی اشاعت نعتیہ ادب کی مقدس روایت کی تجدید ہے۔ہر وہ شعر نعت ہے جو ہمیں آقائے نامدار ﷺ کے قریب کردے،اس کتاب میں تو جابجا حسنِ عقیدت کی،اسی نوعیت کی متنوع جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔یہاں کتاب کا انتساب دیکھیے:

تخلیق کا سبب ہے مرے مصطفیٰ کی ذات
وہ ذات بھی ہے ایسی کہ ہے منبعِ صفات
وہ منبعِ صفات کہ ہے حاصلِ حیات
ایسی حیات جس سے درخشاں ہے کائنات

ان کی عطا سے ان کے لیے ہی لکھی کتاب
پھر کیوں نہ ان کے نام کروں اس کا انتساب

اس مجموعۂ کلام کا اساسی موضوع ہر مرحلے پر نعت ہی رہا ہے، کسی مقام پر بھی انقلابی یا اصلاحی روپ میں منتقل نہیں ہوا۔ خوب صورت منظر کشی اور دیگر جزئیات کے باوجود یہ شاعری کسی مقام پر بھی اپنے موضوع سے انحراف نہیں کرتی۔ ابتدا روایت کے مطابق حمد باری تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ غم واندوہ کے مارے لوگوں کے لیے مالک ومعبودِ حقیقی کا نام زخموں کے لیے مرہم اور قلب و نظر کے لیے سرور کا باعث ہے:

اے خالقِ حقیقی ہویدا ہے تیرا نام
وردِ زباں ہے تو کہ جلیسا ہے تیرا نام
زخموں کا اندمال ہے، ایسا ہے تیرا نام
یعنی مداوا رنج والم کا ہے تیرا نام

واحد ہے لاشریک ہے یکتا ہے صرف تو
تیرے سوا نہیں کوئی مولا ہے صرف تو

نعت گوئی کا اولین محرک تو عشق واطاعت رسول ﷺ ہی ہے لیکن اس کا ایک خوب صورت جزو آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کی خوشی کو شعری پیرائے میں بیان کرنا ہے۔ فی الحقیقت ولادتِ مصطفیٰ ﷺ اہلِ عشق کے لیے دنیا کا سب سے اہم واقعہ ہے، اقرار نے اپنے

موضوع سے باہم ارتباط رکھنے والے اس شعری مجموعے میں کچھ اس مہارت سے شعر کہے ہیں کہ کسی بھی مرحلے پر اس کا نعتیہ آہنگ متاثر نہیں ہوا، آپؐ کی ولادت باسعادت کے حوالے سے حضرت محشر بدایونی کا ایک شعر دیکھیے:

وہ ایک رات چراغاں ہوا زمانے میں
ہوا بھی ہوگئی شامل دیے جلانے میں

اقرار نے اس موضوع کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کیا ہے، ان کے ہاں قاری یا سامع کو چونکا دینے کی بجائے گردونواح کے ماحول کی منظر کشی اور اس کے اثرات کا پہلو نمایاں رہا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت کے حوالے سے ایک بند دیکھیے:

چہرہ زمیں کا سارے کا سارا چمک اٹھا
جب آمنہ کی گود میں آئے ہیں مصطفیٰ
اور مُطّلب کی آنکھ نے دیکھا کہ جا بجا
کعبہ میں ایک نور ہے جیسے اتر رہا

احساں ہے کائنات پہ ربِ غفور کا
الطافِ بے بہا ہوا صدقہ حضورؐ کا

''مسدسِ مصطفیٰ'' میں آپ ﷺ کی بادشاہی میں فقیری کا ذکر بھی ملتا ہے، ہماری موضوعہ ہستی ہر دو عالم میں چنیدہ ہے۔ جس کے نعلین کی رسائی آسمانوں تک ہو، اس کے حضیضِ بندگی کی یہ مثال ہو تو سوچیے کہ اوجِ کبریا کی منزلیں کیا ہوں گی۔ یہ وہی متبرک و مقدس ہستی ہے جس کا ذکر اللہ کے بعد سب سے بلند ہے۔ اقرار مصطفیٰ کا انداز ملاحظہ ہو:

گو ہے پھٹی پرانی چٹائی حضورؐ کی
عرش بریں تلک ہے رسائی حضورؐ کی
مقصود تھی جو حق کو بڑائی حضورؐ کی
الفت ہر ایک دل میں بسائی حضورؐ کی

کلمہ، نماز چاہے اذاں کا ہو سلسلہ
ذکر خدا کے ساتھ ہے ذکر نبیؐ روا

ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نعت جیسے وسیع موضوع میں کہیں کہیں اپنے عقاید کے باعث تحدید کا شکار ہوجاتے ہیں۔ یہ الگ بات کہ مشرقی شعریات میں زیادہ تر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیۂ مبارک، معجزات اور واقعہ معراج کو موضوع بنایا گیا تھا، اس سلسلے میں معمولات، غزوات، عبادات، اعمال، حسن بیان، حسن سلوک، شرم وحیا، عدل وانصاف، ایثار وقربانی، رقیق القلبی، شجاعت ودیانت، جود وسخا، مساوات و التفات، حلم وبردباری اور ایسے کئی موضوعات کی طرف توجہ ذرا بعد میں دی گئی۔ حالانکہ اب تک جتنی شعری تخلیقات منظر عام پر آئی ہیں ان میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات وکمالات کا ذرا سا حق بھی ادا نہیں ہوسکا، ایک شاعر نے اپنے محدود فکر وتفلسف کی بدولت مدحتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت حاصل کی لیکن اس کے باوجود وہ حق کہاں ادا کر پایا، اور اگر اس نے کر بھی لیا تو جو اشیا اس کی فہم وفراست سے ماورا ہیں ان کے اظہار کی کیا صورتیں ہوں گی۔ کیوں کہ یہ ہر کجا ہنگامہ عالم بود؛ رحمتہ للعالمینی ہم بود والا معاملہ ہے۔ اقرار مصطفیٰ نے کوشش کی ہے کہ اپنی نعتیہ شاعری کے موضوعات میں کچھ منفرد بات بھی کریں۔ اس میں وہ کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں، اس کا فیصلہ ان کا قاری احسن طریقے سے کرسکے گا۔

ٹوٹا جمود ذات، گئی فکرِ انجماد
اجلا نظامِ فکر، مٹی فکرِ انجماد
نقشہ بدل گیا کہ ہٹی فکرِ انجماد
صلِ علیٰ کی رو میں بہی فکرِ انجماد

ذہنوں کو تیرگی سے کیا پاک آپؐ نے
روشن مثال کردیا اِدراک آپؐ نے

اُنؐ کو فقیہہ اُنؐ کو مقرر کہے کوئی
اُنؐ کو امام اُنؐ کو سخن ور کہے کوئی
اُنؐ کو حبیب اُنؐ کو پیمبر کہے کوئی
اُنؐ کو بشیر اُنؐ کو منور کہے کوئی

مجھ سے ہے فقر اور فقیری سے ہوں، کہا!
ورنہ یہ کائنات تو صدقہ ہے آپؐ کا

''مسدسِ مصطفیٰ'' کے اختتام پر شاعر ملتجی ہے کہ اس تخلیق کی نسبت سے اسے بھی اذنِ حضوری عطا ہو:

اب تو حضورؐ قوتِ پرواز دیجیے
اب تو حضورؐ رس بھری آواز دیجیے
اب تو حضورؐ لائق انداز دیجیے
اب تو حضورؐ اپنے تیئں ناز دیجیے

دوری سے آقاؐ عرض ہے میرا سلام ہو
اذنِ سفر ملے تو یہ حاضر غلام ہو

میرے خیال میں جس معاشرے میں ملائیت دو رکعت کے امام کی محتاج ہو اور فکر و تفلسف ذہنی انجماد کا مظہر قرار پائے وہاں ایسی شعری ضوفشانیاں خراج تحسین کے لائق ہیں۔اقرار مصطفیٰ صاحب کی اس شعری تخلیق میں ایک مختلف انداز کی جھلک موجود ہے،اگر وہ کوشش کریں تو اس فن کی مزید سمتوں کا سراغ لگا سکتے ہیں۔اللہ پیش حضورﷺ اس ادنیٰ سے نذرانے کو قبولیت کی سند عطا کرے۔آمین

☆☆☆☆☆☆☆

# اپنی مثال آپ

## ڈاکٹر غلام شبیر اسد

ہر چند شاعری تخلیقی محرک کی محتاج ہوتی ہے مگر موضوعی شاعری دراصل اس وقت زور دار ہوتی ہے جب فیضان و عقل، جذبِ درروں اور بیدار قوتِ فیصلہ یا پھر شعور و لاشعور کے دھارے آپس میں مل جاتے ہیں۔ یہ وہ مقام ہوتا ہے جہاں عرفان و وجدان اور فہم و خرد کی توانائی ایک دوسرے کو سہارتے ہوئے باہم آمیز ہو جاتے ہیں۔ یہ حقائق اپنی جگہ بجا لیکن جب بھی کسی تخلیق کار کو اخلاقی موضوع کا سامنا کرنا ہوتا ہے تو شرطِ اوّل کے طور پر ذہنی و قلبی، نزہت و متانت، نیازمندی، عاجزی و انکساری اور مثالی اسلوبِ کلام کا حامل ہونا لازم آتا ہے۔ متحرک و منور اسلوب کی بنیادی غذا، تخلیق کار کی شخصیت، حُبِ موضوع، مقام کا حامل علم و کردار، تقویٰ و ایمان، طبعی مناسبت، تہذیب کے اِساسی زاویوں سے آگاہی اور وفورِ شوق سے تیار ہوتی ہے۔ اردو نعتیہ سرمائے کی متنوع جہات میں سیرت النبی ﷺ کے حتی الامکان پہلوؤں کو اجاگر کرنا کسی بھی شاعر کے لیے آزمائش سے کم نہیں، پھر اس سے بڑی آزمائش ہیئت مسدس میں اظہار، جس کا مزاج ہمیشہ متقاضی رہا ہے کہ مترنم اور رواں دواں وسہل اوزان کے ساتھ ساتھ دلوں میں اترتا شفاف کومل لہجہ اور آبِ زُلال سے دھلی زبان شیتل سی مخمور لے پوری قدرتوں کے ساتھ بہم ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب لطائفِ پرنور روحِ بندگی سے میسر آتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو معلومات کو شعر میں لانے سے ثقالت کا احساس حاوی رہتا ہے، جس کا مسدس متحمل نہیں ہوسکتا۔

انھی موضوعی اور معروضی خوبیوں کے سبب پورے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ مسدس ہی ایک ایسی صنفِ سخن ہے جسے دنیا بھر کی مستند واعلیٰ نظموں کے مدِ مقابل رکھا جاسکتا ہے۔

انیس، دبیر حالی، چکبست، امانت لکھنوی، اقبال ایسے مدبرین واکابرین نے ترکیب

بند مسدس کے ''اپنی مثال آپ'' نمونے پیش کیے جو اردو زبان کے نعتیہ سرمائے کی اساس بنے اور متعدد امکانات کے در وا کیے۔ اسی لیے اکثر شعراء کرام نعت گوئی میں سہولت جانتے ہوئے اسی طرف کثرت سے راغب ہوئے۔ کوئی سخن ور ہوگا جس نے نعت نہ کہی ہو، البتہ سیرت کو موضوع بنانا، نباہنا اور یک موضوعی کتاب لانا، خال خال ہوا۔

میرے لیے یہ نہایت خوش گوار اور دل پذیر و دل نواز مرحلہ ہے کہ مسدس کی اس روایت کی بازیافت میں ''حسنِ کن'' کے شاعر نے فی زمانہ تقاضوں کے مطابق اقدام کیا ہے۔ یہ مسدس سخن کاری سے کہیں زیادہ گنجِ سخن ہے جو مواد اور اظہار کی متوازن صورتیں لیے ہوئے ہے۔ فنی تقاضوں کا ادراک، حسنِ معانی کی آبرومندی، سیرت النبیؐ کی بابت لوازماتِ آگہی، فکر و شعور کی سرشاری، مختصر مگر جامع انداز، منفعل جذبات اور افعال احساسات مفید و موثر رویہ، متعلق و منسلک کی ندرت، مصرعہ مصرعہ تہذیبی و ادبی روح کی نشو ونما، اخلاقی شعور کا اِحیاء کچھ ایسے مقدس چراغ ہیں جو اس خاکی نژاد (اقرار مصطفیٰ) کے منکسرانہ شعری مزاج کی قلمرو میں تابناک ہیں۔

بلاشبہ وہ مسدس نگاری کے اصولوں کی پاسداری سے حتی المقدور عہدہ برا ہوئے ہیں۔ ان کا کلام معنیات و موضوعات کا خزینہ ہے۔ انہوں نے بالخصوص تلمیحی تلازمات، صوتی تکرار، رعایتِ لفظی و معنوی، لہجے کے تنوع اور نظامِ قوافی، نادر الفاظ و تراکیب کے ذریعے الگ شناخت بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے

اس مسدس کا شعری حسن و خوبی رنگ و خوشبو شاعر کے روحانی جنم دن کے مصداق ہے اللہ کرے یہ محاسن یہ خلوص کی وابستگی ہمیشہ قائم رہے اور ان کے شعری لطائف کے ہر زاویے کو دلآویز و دلکش بناتی رہے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

# اُردو نعت میں ''حسنِ کُن'' کا اختصاص

ڈاکٹر عارف حسین عارفؔ

نعت، کمالاتِ نبوی ﷺ کی تفسیر ہے۔ یہ محض حضور ﷺ کی منظوم توصیف کا نام ہی نہیں بلکہ حضور نبی کریم ﷺ کے حقیقی کمالات کی ایسی پیشکش کا نام ہے جس سے ایمان میں تازگی اور بالیدگی اُسی وقت پیدا ہوتی ہے جب مدّاح کا دل رسول اللہ ﷺ کی محبت کے حقیقی جذبات سے سرشار ہو۔ جذبۂ نعت دل میں محبتِ رسول ﷺ کی شمع فروزاں کر دیتا ہے۔ اس سے جمالیاتی سرور کی تعبیر بھی حاصل ہوتی ہے۔ نعت توصیفِ مصطفےٰ کا وہ مستحسن انداز ہے جس میں الفاظ، زبان سے نہیں پلکوں سے ترتیب دیے جاتے ہیں۔ بقول راجا رشید محمود:

> ''نعت سنتِ کبریا ہے۔ قلم و زبان کا اس راہ پر قدم رکھنا تلوار پر چلنا ہے۔ اس فرض سے وہی شخص بطریقِ احسن عہدہ برآ ہوسکتا ہے جس کی نگاہ علم کے تمام شعبوں پر ہو، جو شریعت پر پوری طرح عامل ہو۔ جو رحمتِ عالم ﷺ سے سچی محبت رکھتا ہو۔ جس شخص کو ممدوحِ کبریا کی رفعتِ شان کا ادراک و احساس نہ ہو وہ نعت کیا لکھے گا، کیا سمجھے گا۔''

نعت (ن ع ت) بالفتح (مؤنث) عربی زبان کا ایک مادہ ہے۔ جو عام طور پر وصف کے مفہوم میں مستعمل ہے۔ نعت کے معنی وصف کے ہیں۔ وصف میں جو کچھ کہا جائے اُسے بھی نعت ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ وصف بیان کرنے والے کو 'ناعت' کہتے ہیں اور اس کی جمع 'نعات' ہے۔ مضامین نعت کے مآخذ قرآن اور حدیث ہیں۔ قرآنِ مجید جس طرح اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اسی طرح وہ اسلامی ادب کی بھی پہلی کتاب ہے۔ اس میں رسول ﷺ کے اوصافِ حمیدہ ملتے ہیں۔ عربی کی مشہور لغت ''المنجد'' میں نعت کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے:

> ''نعتاً، تعریف کرنا، بیان کرنا، اچھی صفات دکھانا، انعت، خوبصورت چہرے والا ہونا، اچھے اخلاق والا ہونا۔''

قرآن کریم کے بعد مستند طور پر جہاں نبی کریم ﷺ کا ذکر ملتا ہے، ان میں سب سے بڑا ذخیرہ حدیث کا ہے۔ بہت سی احادیث میں حضور ﷺ کی تعریف اور نعت ملتی ہے۔ سیرت و

شمائل کی تمام حدیثیں اس میں شامل ہیں۔

فارسی لغات میں نعت کا لفظ مطلق وصف اور ثنائے رسول ﷺ دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے۔ عربی اور فارسی کے باوصف اردو میں نعت کا لغوی استعمال قریب قریب ناپید ہے اور تمام لغات میں اس کے لغوی تصور کے ساتھ ساتھ یہ بھی درج ہے کہ لفظ بمعنی مطلق وصف ہے لیکن اس کا استعمال حضور ﷺ کی ستائش وثنا کے لیے مخصوص ہے۔ ممتاز حسن نے ''خیر البشر کے حضور میں'' نعتیہ شاعری اور نعت کے موضوع اور فن پر گفتگو کرتے ہوئے اس کی بڑی بلیغ اور جامع تعریف کی ہے:

> ''میرے نزدیک ہر وہ شعر نعت ہے جس کا تعلق ہمیں حضور رحمت اللعالمین ﷺ کی ذاتِ گرامی سے قریب لائے، جس میں حضور ﷺ کی مدح ہو یا حضور ﷺ سے خطاب کیا جائے۔ صحیح معنوں میں نعت وہ ہے جس میں محض پیکرِ نبوتؐ کے صوری محاسن سے لگاؤ کے بجائے مقصدِ نبوتؐ سے دل بستگی پائی جائے۔ جس میں رسالت مآبؐ سے صرف رسمی عقیدت کا اظہار نہ ہو بلکہ حضورؐ کی شخصیت سے ایک قلبی تعلق موجود ہو۔ وہ مدح یا خطاب بالواسطہ یا بلاواسطہ اور وہ شعر نظم ہو یا غزل قصیدہ ہو یا مثنوی، رباعی ہو یا مثلث مخمس ہو یا مسدس، اس سے نعت کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ نعتیہ کلام کی معنوی قدر و قیمت کا دار و مدار اس کے نفسِ مضمون پر ہے۔ اگر اس کا مقصد ذاتِ رسالتؐ کی حقیقی عظمت کو واضح کرنا اور آقائے دو جہاں کی جو بعثت کی اہمیت نوعِ انسانی اور جملہ موجودات کے لیے ہے، اسے نمایاں کرنا ہو تو وہ صحیح طور پر نعت کہلانے کا مستحق ہے۔ پیکرِ رسالتؐ سے قرب کا جذبہ یقیناً ایک نعتیہ پہلو رکھتا ہے۔''

شاعرانہ اصطلاح میں وصف کسی چیز کے عوارض اور اس کی خصوصیات کو نمایاں کرنے کو کہتے ہیں اردو ادب اور دنیا کی تمام دوسری زبانوں میں نعت کا لفظ صرف اور صرف حضور اکرم ﷺ کی مدح میں کہے گئے منظوم اظہار کو کہتے ہیں۔ راجا رشید محمود ''نعت کائنات'' میں لکھتے ہیں:

> ''اب قریباً دنیا بھر کی مسلم علاقوں کی زبانوں میں ''نعت'' لغوی

معنوں کے دائرے سے نکل کر اصطلاحی معنوں کے واضح اور وسیع تناظر میں نظر آنے لگی ہے۔ لفظ نعت سے ایک خاص قسم کی شاعری مراد لی جاتی ہے، جس میں آنحضورؐ کی پاکیزہ شخصیت کی تعریف و توصیف کی جاتی ہے۔''

رفیع الدین ہاشمی نعت کے مفہوم کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''نعت وہ صنفِ نظم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات، صفاتِ اخلاقی اور شخصی حالات وغیرہ کا بیان ہوتا ہے۔''

نعت کا لفظ عربی سے فارسی میں اور فارسی سے اردو میں آیا۔ یہ لفظ اردو تک پہنچتے پہنچتے ایک خاص مفہوم سے وابستہ ہو چکا تھا۔ اس لیے اردو میں اس کا استعمال ایک مخصوص اصطلاح کے طور پر نظر آتا ہے۔ یعنی اس سے صرف آنحضرت ﷺ کی مدح مراد لی جاتی ہے۔

عربی میں لفظ نعت کا استعمال سب سے پہلے حضرت علیؑ نے استعمال کیا۔ ابتدا میں اس کا نام المدح النبوی ﷺ تھا اور بعد میں آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف کے لیے نعت کا لفظ استعمال ہونے لگا۔ عربی کے پہلے اور اہم شاعر حضرت حسانؓ بن ثابت ہیں جنھوں نے آنحضرت ﷺ کی شان میں اپنے جذبے کو عشقِ رسول ﷺ میں ڈبو کر نعت لکھی۔ انھیں شاعرِ دربارِ رسالت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ عربی کے دوسرے شاعر جنھیں نعت گوئی میں خاص شہرت حاصل ہے وہ کعبؓ بن زبیر ہیں۔ عربی میں نعتیہ شاعری کا باقاعدہ اور پرزور آغاز اس وقت ہوا جب ہجرتِ مدینہ ہوئی تو کفارِ مکہ نے آپؐ کی ہجو کہی۔ حضرت حسانؓ بن ثابت، حضرت عبداللہؓ بن رواحہ اور حضرت کعبؓ بن مالک، کفار کی ہجو کا جواب دیا کرتے۔ عربی نعت گوئی کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے حضور ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرامؓ نے اپنے آقاؐ و مولاؐ حضرت محمد ﷺ سے کس طرح ٹوٹ کر محبت کی اس کی مثال کہیں مل ہی نہیں سکتی۔ محبت کے اظہار کی ایک صورت ''نعت'' بھی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے دور کے بعد تابعین کے دور میں بھی نعت کو بھرپور طریقے سے اپنایا گیا اور حضور ﷺ سے اپنی عقیدت و محبت کا ثبوت پیش کیا گیا۔

حضور ﷺ کے دور کے بعد بھی عربی میں نعت ایک مستحکم روایت کی صورت اختیار کر گئی اور آج تک عربی میں نعت کہی جا رہی ہے جو حضور ﷺ سے محبت وعقیدت کا ثبوت ہے۔

عربی کے ساتھ ساتھ فارسی میں بھی نعت لکھنے کا رجحان بہت پرانا ہے۔ فارسی شاعری

کے دورِ اول یعنی عہدِ سامانی میں نعت کا سراغ نہیں ملتا۔ رودکی اس عہد کا سب سے اہم اور ممتاز شاعر ہے۔اس کے کلام میں نعتیہ اشعار نہیں ملتے۔ دوسرا دور عہدِ غزنوی ہے جس میں فردوسی جیسا بڑا شاعر موجود ہے۔اس نے ''شاہنامہ'' میں نعتیہ اشعار کہے ہیں۔ تیسرا دور عہدِ سلجوقی ہے۔ اس دور میں تصوف نے شاعری کو ایک نئے انداز اور نئی فکر کے ساتھ پیش کیا ہے۔اس دور میں نعتیہ رباعیات ملتی ہیں۔اس دور کے ممتاز شعراء میں حکیم سنائی نے نعت کی طرف خاص توجہ کی۔ فرید الدین عطار بھی ایک ممتاز نعت گو شاعر گزرے ہیں۔ ان کی مختلف مثنویوں میں نعتیہ کلام شامل ہے۔مولانا جلال الدینؒ رومی کو فارسی کے صوفی شعراء میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ان کے نعتیہ مضامین میں ایک تنوع اور خوبصورتی اور تمثیلی انداز دکھائی دیتا ہے۔سعدی شیرازی بھی فارسی شاعری میں ایک اہم نام ہے ان کی نعت میں حضورﷺ سے ان کی محبت اور دلی کیفیات کھل کر سامنے آتی ہیں۔ فارسی زبان کا ایک ضخیم انتخاب سید ضیا الدین نے پیش کیا ہے جس میں شعرا کو حروفِ تہجی کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

اردو میں نعت گوئی کی ابتدا اردو شاعری کی ابتدا سے مربوط ہے۔ اردو شاعری کا باقاعدہ آغاز نویں صدی ہجری میں ہوا اور اس صدی کے شعری نمونوں میں نعتیہ اشعار بھی ملتے ہیں۔ڈاکٹر طلحہ برق رضوی رقم طراز ہیں:

''اردو زبان کو دیگر زبانوں کے درمیان یہ اعزاز و افتخار حاصل ہے
کہ یہ اپنی پیدائش ہی کے وقت سے مومنہ اور کلمہ گو رہی ہے''

نویں صدی ہجری میں سید برہان الدین قطبِ عالم (متوفی ۸۵۰ھ) صدرالدین (متوفی ۸۷۶ھ) شاہ میراں جی شمس العشاق بیجاپوری (متوفی ۹۰۲ھ)، شیخ بہاؤ الدین باجن (متوفی ۹۱۲ھ)، کبیر داس (متوفی ۹۱۵ھ)، اور دسویں ہجری کے شاہ اشرف بیابانی (متوفی ۹۳۵ھ)، قاضی محمود دریائی (متوفی ۹۴۱ھ)، شاہ علی محمد جیو گام دھنی (متوفی ۹۷۳ھ)، حضرت شاہ برہان الدین جانم (متوفی ۹۹۰ھ)، خوب محمد چشتی گجراتی (متوفی ۱۰۲۳ھ) کے نعتیہ اشعار ملتے ہیں۔ان شعرا کا نعتیہ کلام ان کے ملفوظات یا صوفیانہ رسائل میں درج ہے اور مثنوی کی صورت میں ہے قاضی محمود بحری (متوفی ۱۱۳۰ھ) سید محمد فراقی بیجاپوری (متوفی ۱۱۴۴ھ) شیخ محمد فاضل الدین بٹالوی (متوفی ۱۱۵۱ھ) وغیرہ کے ہاں بھی نعتیہ کلام موجود ہے۔اس صدی میں مرزا محمد رفیع سودا (متوفی ۱۱۹۵ھ) کا نام آتا ہے جو شمالی ہند کے شاعروں میں پہلے ممتاز شاعر سمجھے جاتے ہیں۔سودا کا قصیدہ ان

تمام تبدیلیوں کا آئینہ دار ہے جو ولی سے لے کر اب تک کی روایات میں روپذیر ہوئی ہیں۔اس قصیدے کو شمالی ہند میں اردو کی باضابطہ نعتیہ شاعری کا ابتدائی نمونہ کہا جاسکتا ہے۔

تیرھویں صدی میں جب اردو شاعری کا مرکز شمالی ہند بن چکا تھا قدما سے لے کر متوسطین تک مشاہیر شعرا میں سے سبھی نے قریب قریب نعت کہنے کی سعادت حاصل کی مگر حصولِ برکت کے لیے یا پھر حمد کے بعد نعت کی روایت نبھانے کے لیے۔اس صدی کے وسط تک کسی بھی شاعر نے نعت گوئی کو شعار نہیں بنایا۔لیکن اکا دکا نعتیہ نظمیں ہر کسی نے کہی ہیں۔جن میں سے میر کی مسدس، اسماعیل شہید دہلوی کی مثنوی ''سکِ نور'' کے نعتیہ اشعار، کرامت علی شہیدی کا قصیدہ ''غرّا''مومن خان مومن کا قصیدہ بہ عنوان ''زمزمہ سنجی طبع بہ مضمون یادخوانی نسیم گلشنِ نبوت و شمالِ چمنِ رسالت''، مثنوی ناتمام دیگر، پلا ساقیا جامِ کوثر مجھے، مثنوی بہ مضمون جہاد اور تضمین بر نعتِ قدسی قابلِ ذکر ہیں۔ انیس اور دبیر کے مراثی میں بھی نعتیہ عناصر موجود ہیں۔میرؔ سے پہلے اردو زبان میں نعتیہ مسدس لکھنے کے آثار نہیں ملتے۔البتہ عربی اور فارسی میں خال خال مسدس دکھائی دیتے ہیں۔میر تقی میرؔ نے اپنے مسدس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف کے ساتھ ساتھ زمانے کے حالات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔مسدس کا ایک بند ملاحظہ ہو:

لطف تیرا عام ہے کر مرحمت
ہے کرم سے تیرے چشمِ مکرمت
مجرمِ عاجز ہوں کر ٹک تقویت
تو ہے صاحب تجھ سے ہے یہ مسئلت
رحمۃ اللعالمینی یا رسولؐ
ہم شفیع المذنبینی یا رسولؐ

نعت گوئی کے دورِ جدید کا آغاز صحیح معنوں میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد ہوا۔جب ملتِ اسلامیہ میں فکری انقلاب کی لے تیز تر ہوگئی تو نعت میں نیا طرزِ احساس، اجتماعی شعور پیدا کرنے والوں میں جدید اردو شاعری کے امام، مولانا الطاف حسین حالی، مولانا شبلی نعمانی، نظم طباطبائی، مولانا ظفر علی خاں اور علامہ اقبال کے نام سرِ فہرست ہیں۔

قیام پاکستان کے وقت متعدد ایسے شاعر تھے جو نہ صرف یہ کہ نعت کا اعلیٰ ذوق وشوق رکھتے تھے بلکہ نعت گو کی حیثیت سے معروف بھی تھے۔اُن میں ضیاء القادری، بہزاد لکھنوی اور ماہر

القادری کے علاوہ شمس ضیائی، درد کاکوروی، اثر صہبائی اور اسد ملتانی وغیرہ بیشتر ایسے شاعر تھے جنہوں نے قیامِ پاکستان کے بعد نعت گوئی کے فروغ وارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔ اس دور کے نمائندہ شاعروں میں حافظ مظہر الدین، حفیظ تائبؔ، عبدالعزیز خالد، حافظ لدھیانوی، مسرور کیفی، مظفر وارثی، ادیب رائے پوری، راجا رشید محمود، عبد الکریم ثمر، احمد ندیم قاسمی، انجم رومانی، حافظ مظہر الدین، رفیع الدین ذکی قریشی، جعفر بلوچ، علامہ ذوقی مظفر نگری، ستار وارثی، اصغر سودائی، رشک ترابی، عابد نظامی، مقبول احمد قادری، عاصی کرنالی، عارف عبدالمتین، ندیم نیازی، اقبال عظیم، ہلال جعفری، یزدانی جالندھری، قمر میرٹھی، محشر بدایونی، کرم حیدری، جمیل نظر، نظیر شاہ جہان پوری، نیّر اسعدی، درد اسعدی، قاضی عبدالرحمٰن، آثم فردوسی، اعظم چشتی، سید امین گیلانی، خلیق قریشی، تابش صمدانی، بدر ساگری، ازہر درانی، انور فیروز پوری، محمد منشا تابش قصوری، حسرت الہ آبادی، صائم چشتی، ڈاکٹر ریاض مجید، ڈاکٹر افضال احمد انور، سید صبیح رحمانی اور طاہر سلطانی، طالب حسین کوثری، ریاض احمد پرواز اور ریاض احمد قادری وغیرہ شامل ہیں۔

ریاض احمد پرواز کی نعتیہ شاعری میں زیادہ تر نعتیں غزلیہ ہیئت میں ہی لکھی گئی ہیں لیکن ان کے ہاں ایک نعتیہ مسدس بھی دکھائی دیتی ہے جس کا ایک بند پیشِ خدمت ہے

حضورؐ سیرت و کردار ہے ہمیں درکار
حضورؐ طالعِ احرار ہے ہمیں درکار
حضورؐ مطلعِ انوار ہے ہمیں درکار
حضورؐ مطلعِ انوار ہے ہمیں درکار
حضورؐ چشمِ کرم اس طرف بھی ہو جائے
حضورؐ ہم کو عطا یہ شرف بھی ہو جائے

انھوں نے علامہ اقبال کی ایک نظم ''اے روحِ محمدؐ'' پر تضمین میں بھی ملت کی زبوں حالی کا استغاثہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا ہے:

جو افضل و برتر تھے وہی ٹھہرے ہیں کم تر
محمود ہی اس دور میں بنتے ہیں صنم گر
''شیرازہ ہوا ملتِ مرحوم کا ابتر
اب تو ہی بتا تیرا مسلماں جائے کدھر''

غرقاب ہوئے ہیں وہ حسب اور نسب میں
ڈوبے ہیں، وہ کھوئے ہیں وتد اور سبب میں

سیماب اکبر آبادی کا مجموعۂ نعت ''سازِ حجاز'' کے نام سے منظر عام پر آیا۔ ان کے اس مجموعے میں مختلف ہیئتوں میں لکھی گئی نعتیں موجود ہیں۔ ان میں ایک نعتیہ مسدس بھی موجود ہے۔ جس کا ایک بند ملاحظہ ہو:

آج کل حالتِ اسلام بہت ابتر ہے
اور ادبار کی گھنگور گھٹا سر پر ہے
ہم تو محدود ہیں دشمن کا بڑا لشکر ہے
نہ انہیں آپؐ کی پرواہ نہ خدا کا ڈر ہے
اب مدد کیجئے مظلوم مسلمانوں کی
شرم رکھ لیجئے مظلوم مسلمانوں کی

علامہ ذوقی مظفر نگری کے ہاں بھی نعتیہ مسدس دکھائی دیتی ہے۔ ان کی اس مسدس میں استغاثہ واستمداد کو موضوع بنایا گیا ہے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے حضور امت کے احوال بیان کرتے ہیں اور ان سے مدد کے خواست گار ہیں۔

چشم و دل کے آئینوں پر گردِ عصیاں جم گئی
اب نہ جذبِ خود شناسی ہے نہ ذوقِ آگہی
رنج و الم کے دائروں میں ہے فسردہ سی خوشی
زندگی کا لمحہ لمحہ ہے سزائے زندگی
المدد اے مقصدِ لوح و قلم کی آبرو
المدد اے معنئ مکتوبِ جانِ آرزو

رشک ترابی کے مجموعہ میں بھی ایک مسدس دکھائی دیتی ہے۔ وہ بھی مسدس کو حضور ﷺ کے اوصاف تک محدود نہیں رکھتے بلکہ امت کے موجودہ احوال اور پریشانیوں پر مدد بھی طلب کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا انداز سوالیہ ہے۔

تمہارے ماننے والے گرفتارِ بلا کیوں ہیں
علمدارانِ حق، نخچیر جورِ نا روا کیوں ہیں
بساطِ دہر پہ، مانندِ سازِ بے نوا کیوں ہیں
تہِ افلاک، یہ محرومِ الطافِ خدا کیوں ہیں
یہ مخفی راز اب ہم پر عیاں ہو یا رسول اللہؐ!
تمہی تو مایۂ بے مائیگاں ہو، یا رسول اللہؐ!

اقرار مصطفیٰ بھی نعتیہ شعرا کی اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے نعت میں مسدس کی ہئیت کو اپنایا ہے اور اس میں اوصافِ رسول اور معجزاتِ رسول ﷺ کو بیان کرنے کی سعی کی ہے۔ مسدس ایک ایسی صنفِ شعر میں جس میں شاعر کے پاس کہنے کے لیے بہت سہولت موجود ہوتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ شاعر کی اُپج اور اس کے مطالعہ کا بھی پتا چلتا ہے۔ یہ صنف جس قدر طوالت پسند ہے اسی قدر یہ مشکل بھی ہے۔ اقرار مصطفیٰ کے لیے یہ بات باعثِ اعزاز ہے کہ انھوں نے پہلی مرتبہ مسدس ہئیت میں ایک ایسا نعتیہ مجموعہ تخلیق کیا ہے جس میں نعتِ رسول ﷺ کے تمام وصف شاملِ نعت کیے گئے ہیں۔ آغاز میں حمد یہ کے عنوان کے تحت حمدِ خدا بیان کی گئی ہے اور اس کے بعد عرب کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ آمد سے پہلے کے حالات اور معجزات کو بیان کیا ہے اور اس کے بعد حضور ﷺ کی آمد اور ان کے معجزات کو شاملِ مسدس کیا گیا ہے۔

مسدس جس شکوہِ الفاظ اور معانی کی در و بست اور تکرارِ لفظی کا تقاضا کرتی ہے، اقرار مصطفیٰ نے اس کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے تخلیق کاری کے اعلیٰ جواہر پیش کیے ہیں۔ اس میں نہ صرف ان کے فن کی تکنیکی باریکیاں دکھائی دیتی ہیں بلکہ ان کے ہاں فکری بلندی بھی نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے۔ اُن کا اسلوب نہایت سادہ، رواں اور شستہ ہے۔ لفظوں میں عقیدت اور عاجزی واضح جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔ یہ مسدس جہاں اقرار مصطفیٰ کے علم و مطالعہ کی گواہی دیتی ہے وہاں ان کے فنِ شعر پر عبور کی بھی شاہد ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہِ پر سعید میں پیش گیا یہ مجموعہ قبول فرمائے اور اس کو اقرار مصطفیٰ کے لیے توشۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆☆☆

# حمدیہ

اے خالقِ حقیقی ہویدا ہے تیرا نام
وردِ زباں ہے تو کہ جلیسا ہے تیرا نام
زخموں کا اندمال ہے ایسا ہے تیرا نام
یعنی مداوا رنج و الم کا ہے تیرا نام
واحد ہے، لاشریک ہے، یکتا ہے صرف تو
تیرے سوا نہیں کوئی مولا ہے صرف تو

یکتا صفات و ذات میں تو اور صرف تو
پختہ ہر ایک بات میں تو اور صرف تو
رہتا ہے دن میں، رات میں تو اور صرف تو
بچتا ہے کیا ثبات میں؟ تو اور صرف تو
بس تو ہی لم یزل بھی ہے اور لا یزال بھی
تیری مثال کیا ہو کہ ہے بے مثال بھی

بخشا ہے تو نے ہی مجھے ایقانِ حسنِ ذوق
تیری ولا سے پایا ہے عرفانِ حسنِ ذوق
تیری عطا نے بخشا ہے ایمانِ حسنِ ذوق
تیرا ہے یعنی سب سروسامانِ حسنِ ذوق
تو نے کیا ہے ذہن کو بیدار اے خدا
اس پہ کرم کہ کر دیا سرشار اے خدا

# حالاتِ عرب

دیکھا، پڑھا، سُنا تھا کسی نے عرب کا حال
جس جا قبیح رسموں کا پھیلا ہُوا تھا جال
سچ کا تو سانس لینا تلک تھا وہاں محال
حق بات کیا ہے کس کو تھا اس بات کا خیال
دختر کشی، عناد و تفاخر کا راج تھا
طاقت نمائی، سود و زنا کا رواج تھا

اُس وقت کب کسی پہ عدالت کے سائے تھے
انصاف و عدل پر بھی علالت کے سائے تھے
جنگ و جدل کے اور ذلالت کے سائے تھے
اور علم پر بھی سارے جہالت کے سائے تھے
درگور زندہ بچیّاں کرتے تھے جبر سے
خوفِ خدا تھا اور نہ ڈرتے تھے قبر سے

آشوب ناک دور تھا ایسا کہ کیا کہیں
انسانیت کو اس طرح روندا کہ کیا کہیں
شیرازۂ حیات بکھیرا کہ کیا کہیں
چشمِ فلک نے اس طرح دیکھا کہ کیا کہیں
حُسنِ عمل کی اور مکمل شعور کی
اُس دور کو اشد تھی ضرورت حضورؐ کی

# آمد سے قبل معجزات

واضح نہیں ہوئی تھی ابھی شانِ کردگار
اُس وقت کب کسی کو تھی پہچانِ کردگار
پھر یوں ہُوا وہ لوگوں پہ احسانِ کردگار
خود کردگار کا تھا جو جانانِ کردگار
اُس کے زمیں پہ آنے کے آثار ہو گئے
اور معجزات تھے کہ نمودار ہو گئے

سچ ہی تھا مُطّلب کا وہ یعنی کہا ہُوا
پھر طیر کے وہ جُھنڈ نظر آئے باخدا
برساتِ سنگ کرتے وہ دشمن پہ جابجا
قہرِ خدا سے لشکرِ اعدا ہُوا فنا
اپنے حبیبؐ کے لیے ایسا سماں کِیا
دشمن تھے جتنے آپؐ کے عبرت نشاں کِیا

پھر یوں جنابِ آمنہ کا انکشاف تھا
جب سے شکم میں میرے ہے یہ نورِ باصفا
محسوس اس کا بار بھی ہوتا نہیں ذرا
سایہ کُناں ہے سر پہ مرے ٹکڑا ابر کا
پوشیدہ اس میں تھا یہی پیغامِ کبریا
یعنی نبیؐ کی ذات سراسر ہے معجزہ

# آمد اور معجزات

اُجلی زمین رنگِ فلک جگمگا اُٹھا
قوسِ خدا کو ایک نیا رنگ مل گیا
بادِ شمیم سے وہ معطر ہوئی فضا
مبعوث کر رہا تھا نبیؐ کو وہ کبریا
کھلنے لگی طبعیتِ ادوار دیکھیے
پوری ہوئی ضرورتِ ادوار دیکھیے

چہرہ زمیں کا سارے کا سارا چمک اٹھا
جب آمنہ کی گود میں آئے ہیں مصطفےٰؐ
اور مُطّلب کی آنکھ نے دیکھا کہ جا بجا
کعبہ میں ایک نور ہے جیسے اُتر رہا
احساں ہے کائنات پر ربِ غفور کا
الطافِ بے بہا ہوا صدقہ حضورؐ کا

شاہی محل کے جتنے تھے سارے کلس گرے
دریا و بحر خشک ہُوئے، در زمیں چھپے
آتش کدہ بجھا ہے، لبِ کافراں سِلے
حق یوں ادا ہُوا کہ سبھی حق ادا ہُوئے
اہلِ نظر نے دیکھے ہیں یہ معجزے ضرور
آتے ہی فارقِ حق و باطل ہوئے حضورؐ

تاریخ نے یہ بات لکھی بات ٹھیک ہے
اک اور یہ مثال ملی، بات ٹھیک ہے
محرابِ کعبہ دیکھ جُھکی ، بات ٹھیک ہے
یعنی کہ احترامِ نبیؐ بات ٹھیک ہے
خالق کو سب سے بڑھ کے محمدؐ عزیز ہیں
جو مانتے نہیں ہیں بڑے بے تمیز ہیں

بے آب و بے گیاہ زمیں گلستاں ہُوئی
سُنبل کھلا کہیں کلی ریحان کی کھِلی
نسرین و نسترن کو نئ زندگی مِلی
ہر شاخِ بے ثمر میں رگِ جاں پھڑک اُٹھی
اللہ کے نبی کی دعا کارگر ہُوئی
آئے حضورؐ اور زمیں زندہ ہو گئی

بدلی فضا کہ آئے یہاں شاہؐ مُرسلیں
ذاتِ نبیؐ پہ ہو گیا اکمل خدا کا دیں
نازِ فلک بھی آپؐ ہوئے ارضِ نازنیں
ایمان بھی اُنھی سے ہے اقرار بالیقیں
اُن کے طفیل کوہ و دمن لہلہا اُٹھے
پژمردۂ حیات سبھی مسکرا اُٹھے

اُنؐ کا ظہور، جیسے اُجالے کی منتہا
اُنؐ سے ہی جیسے نور کا اک سلسلہ چلا
جلوہ نمائی اُنؐ کی ہے بس دیکھیے ذرا
روشن ہوئی زمین، فلک جگمگا اُٹھا
ذرہ ہو، آفتاب ہو، مہتاب یا شجر
روشن سبھی ہیں روئےؐ منور سے سر بہ سر

خوشبوئے مصطفیٰؐ میں ہُوا کُل جہاں مگن
رنگیں قبائیں اوڑھے تھے نسرین و نسترن
یوں گلشنِ حیات میں آئی نئی پھبن
رنگین و دل کُشا ہُوا کُل عالمِ چمن
اُنؐ کے بہارِ حسن کی چھب ہی نرالی ہے
موسم بھی جیسے آپؐ کے در کا سوالی ہے

موجِ نسیم چلنے لگی افتخار سے
مرغانِ خوش نوا ہوئے گویا وقار سے
شکوہ رہا کسی کو نہ فصلِ بہار سے
عہدِ خزاں کہ دب گیا پھولوں کے بار سے
قیدِ حیات کاٹنا بھی ٹوٹنے لگا
ہر پنکھڑی میں جوشِ نمو پھوٹنے لگا

نکلے قفس سے اور چہکنے لگے طیور
شاخیں ہوا سے جھوم اُٹھیں ہو کے پُر سرور
انسانیت کو مل ہی گیا اک نیا شعور
طیبہ کی خاک اپنی جگہ ٹھہری خاکِ نور
بے رونقی کا سارا سماں دور ہو گیا
آئی بہار دورِ خزاں دور ہو گیا

شادابیوں نے چار سو ڈیرہ جما لیا
بنجر زمیں پہ سبزے نے قبضہ جما لیا
پھولوں نے چاروں اور کٹہرا جما لیا
بادِ نسیم نے وہاں پہرا جما لیا
خوشبوؤں اور رنگوں میں کیا آس اُگ پڑی
بنجر زمین دل تھا ہری گھاس اُگ پڑی

لہرا کے جھوم جھوم کے مسکائی پتیاں
سر سبز ہو گئیں سبھی مرجھائی پتیاں
دل کش بڑی حسین نظر آئی پتیاں
جیسے بہار تازہ ابھی لائی پتیاں
یوں پتیوں کے کھلنے کا اعجاز ہو گیا
گلشن مہک بکھیرتا دم ساز ہو گیا

پھولوں نے پائی ساری مہک آپؐ کے طفیل
شاخوں میں بھی ہے آئی لہک آپؐ کے طفیل
روئے زمیں کی ساری دمک آپؐ کے طفیل
سورج، ستارے، چاند، چمک آپؐ کے طفیل
روشن سبھی ہیں روئے پیمبرؐ کے فیض سے
خوشبوئیں پھوٹیں جسمِؐ مطہر کے فیض سے

روشن روش روش ہے، مہکتا ہے گلستاں
مستی میں ہیں شمیم و نسیم و صبا یہاں
ہیں نازشِ زمیں بھی وہی نازِ آسماں
جن سے شعائیں لے کے چمک اٹھی کہکشاں
اُنؐ کے طفیل، اُنؐ کے سبب، اُن کی ذاتؐ سے
مہکا ہے ہست و بود فقط اُنؐ کی بات سے

تخلیق میں ہو صبح کہ تخلیق میں ہو رات
دراصل ہو رہی ہے یہ تخلیقِ کائنات
حُسنِ صدائے کُن ہے مرے مصطفیٰؐ کی ذات
مانا یہاں کسی کو نہیں ہے کوئی ثبات
جاری ہے ورد اُنؐ کا فلک اور زمین پر
رحمت بنا کے بھیجے گئے عالمین پر

اک ایک سنگ راہ کا ٹھوکر سے کٹ گیا
ایسا کٹا ہزارہا ٹکڑوں میں بٹ گیا
ہر کار ہائے ظلم سے انساں پلٹ گیا
ہر چند زعم زعم اندھیرے کا پٹ گیا
ہر سمت روشنی ہوئی روشن ضمیر کی
ممکن نہیں نظیر کوئی بھی منیرؐ کی

صرصر کے دور میں تھے نویدِ بہار آپؐ
پتھر کے دور میں بھی تھے انساں وقار آپؐ
ناکامیوں کے دور میں بھی کام گار آپؐ
واللہ! عہدِ کفر میں بھی حق شعار آپؐ
ہر سمت آپؐ خیر کا پیغام لائے ہیں
ارض و سما پکار اُٹھے آپؐ آئے ہیں

کوثر کی موج موج ہے اُنؐ پہ عطائے خاص
پیغام ایک یہ بھی ہے اترا برائے خاص
دیکھیں تو کبریا کی ہے یہ بھی ادائے خاص
سوچیں تو اور کون ہے اُنؐ کے سوائے خاص
ہر اک جہاں انھیؐ کے لیے ہے سجا ہُوا
یعنی کہ کبریا نے ہے اُنؐ کو چُنا ہُوا

نظریں ملا ہی سکتے نہیں راندگانِ حق
جب بھی ہیں سر اٹھا کے چلے بندگانِ حق
حق ہی سے تو بنے ہیں درخشندگانِ حق
پھولے نہیں سماتے ہیں سب تشنگانِ حق
ایسا سرورِ حق کا وہ پیمانہ کھُل گیا
کوثر انھیںؐ عطا ہوئی مے خانہ کھُل گیا

صدیقؓ وہ ہوئے کہ گواہِ جلی ہوئے
حضرت عمرؓ کہ خاص دعائے نبیؐ ہوئے
فیضِ نظر سے آپؐ کے عثمانؓ غنی ہوئے
میں علم کا ہوں شہر کہا، در علیؓ ہوئے
بخشا نہیں ہے کس کو بھلا مژدۂ بہار
ہر ایک پر ہیں آپؐ کے احسان بے شمار

بوذرؓ، اویسؓ پر کہ صہیبؓ و بلالؓ پر
احسان اُنؐ کے سب پہ ہیں جن ہوں کہ یا بشر
جو اُنؐ سے لو لگا لے مقدر گیا سنور
ہر ایک اُنؐ کے سایۂ رحمت سے باثمر
سینچا ہے دیں کے باغ کو ایسا حضورؐ نے
بخشا ہر اک کو ذوقِ تمنا حضورؐ نے

ناآشنا زوال سے تھا اُن کا ہر کمال
کس میں تھا اتنا دم کہ کرے آ کے قیل وقال
چھایا ہُوا تھا چاروں طرف یارؐ کا جمال
تاریکیوں کا رہنا وہاں ہو گیا محال
حاصل قدم قدم پہ معیت حضورؐ کی
اصحابِ خوش نصیب رعیت حضورؐ کی

پرتو ہے حسنِ یار کا یہ عالمِ بہار
گردش میں حق کے جام وسبو آئے پُر وقار
رنگینیِ جہاں کو ملا اصل کا نکھار
مل ہی گیا قرار انھیں تھے جو بے قرار
آوارگانِ شوق کو منزل ہوئی نصیب
دیوانگانِ ذوق کو منزل ہوئی نصیب

پُر نور ، پُر وقار ہیں وہؐ پُر جمال ہیں
اُنؐ کے طفیل رونقیں، بزمِ خیال ہیں
دشمن کے سر پہ تیغ ہیں، اپنوں کی ڈھال ہیں
اُنؐ کے غلام سارے بڑے با کمال ہیں
کتنی ورا ہے شانِ غلامانِ مصطفیٰؐ
اُنؐ پر نثارِ جانِ غلامانِ مصطفیٰؐ

شیرِ خدا سے میرے نبیؐ نے یہ جب کہا
لوٹا کے سب امانتیں آ جانا مرتضےٰؓ
گویا ہوئے علیؓ کہ نہ مرنے کا خوف تھا
وہ ایک رات چین سے سویا ہوں با خدا
گویا نویدِ حق ہے مؤدت حضورؐ کی
یعنی حیات بھی ہے ضمانت حضورؐ کی

دیکھا بھی ہے کسی نے بھلا ایسا آئینہ
جس پر پڑے نہ گرد نہ ہو میلا آئینہ
قدرت نے بھی بنایا نہ پھر ویسا آئینہ
کیوں کر تلاش کیجیے پھر اُنؐ سا آئینہ
یہ آئینہ ہے جس میں سنورتی ہے زندگی
سنگھار حرفِ حق سے ہی کرتی ہے زندگی

آلائشِ جہان سے ہے پاک زندگی
فطرت ہے پاک باز، حیا دار دائمی
نصرت سے ہمکنار ہے اُنؐ کی ہر اک گھڑی
لازم ہے یعنی ہم پہ کریں اُنؐ کی پیروی
اسرارِ جسم و جان کے کشّاف آپؐ ہیں
معصوم، پاک باز ہیں، شفّاف آپؐ ہیں

چلنے لگیں درخت، جھکیں اور کریں سلام
دستِ نبیؐ میں سنگ بھی آ کر کریں کلام
اِذنِ نبیؐ سے پائے ہر اِک مختلف مقام
ہر ایک پر ہے آپؐ کی یہ رحمتِ مُدام
رحمت کی سلسبیلِ اِصالت لیے ہُوئے
سایہ کُناں ہیں فخرِ امامت لیے ہُوے

بکری اُٹھا کے بھیڑیا پہلے چلا گیا
پھر اُس کو زندہ لے کے پلٹ آیا اُس جگہ
دراصل اُس نے یہ بھی فقط اس لیے کیا
اُس کو تو شوقِ دید رسالت مآبؐ تھا
صحرا میں زندگی کے مرتب ہُوئے اصول
ورنہ تو اڑ رہی تھی یہاں ساعتوں کی دھول

یہ مانتے ہیں لوگوں کے وہ درمیاں ہُوئے
عالم مگر وہ اور تھا جس میں جواں ہُوئے
اک ہاتھ میں وہ تھامے زمامِ زماں ہُوئے
اور دوسرے میں تھامے وہ کون و مکاں ہُوئے
خالق کی دین اُنؐ کو سوا سے سوا مِلی
اور شان وہ مِلی کہ وراء الوریٰ مِلی

اُنؐ سے بھلا مقابلہ کیسے کوئی کرے
ہر روپ ہر ادا میں وہ بے مثل ہی رہے
اُنؐ کے قدم سے کوئی قدم کیا مِلا سکے
قامت میں اُنؐ کے جیسا کوئی اور کیا مِلے
اُترے کوئی پہاڑ سے جیسے وہؐ یوں چلیں
مجمع میں سرفراز فقط وہؐ کھڑے ملیں

فرقِ فلک کا ناز ہے ہر صبح کا جمال
حُسنِ ردائے دوش سے ہر شام بے مثال
وہ سرخ سرخ ڈوروں کا پھیلا ہُوا جلال
دنیا کو رنگ دینا اُنؐ آنکھوں کا ہے کمال
یعنی نظامِ دہر و گلستانِ رنگ و بو
اُنؐ کے طفیل پاتے ہیں سب سلسلے نمو

انفاس مرغزار محمدؐ کے فیض سے
اذہان مشک بار محمدؐ کے فیض سے
ہر سمت عطر بار محمدؐ کے فیض سے
عالم پہ ہے بہار محمدؐ کے فیض سے
یعنی حضورؐ کاملِ حُسنِ بہار ہیں
اکمل ہیں، بحرِ زیست میں وہؐ بے کنار ہیں

ثابت قدم قدم پہ ہے عِطرت حضورؐ کی
بے مثل و بے مثال شرافت حضورؐ کی
کافر بھی مانتے ہیں صداقت حضورؐ کی
دیکھی ہوئی ہے سب نے امانت حضورؐ کی
نورِ خدا کا پردۂ اخفا کِیے ہُوئے
ساری خصوصیاتِ بشر بھی لِیے ہُوے

لوگوں کو درسِ امن و محبت سُنا دِیا
جھگڑا جو ہونے والا تھا اس کو مِٹا دِیا
چادر کا پلڑا اُن کے بڑوں کو تھما دِیا
اور حجرِ اسود آپؐ نے خود ہی لگا دِیا
انصاف و عدل ہو تو نہ ہو کوئی بھی ملول
بتلا دیا جہان کو یہ لازمی اُصول

پیغامِ کبریائی سنانے کو آئے آپؐ
لوگوں کو حق کا جام پلانے کو آئے آپؐ
دیوار شر گرانے ، ہٹانے کو آئے آپؐ
بُعدِ خدا و خلق مٹانے کو آئے آپؐ
ایسا شعور اور قرینہ لیے ہُوئے
آپؐ آئے زندگی کا سفینہ لیے ہُوے

جس طرح انبیا کو مِلے معجزے کئی
حضرتؐ کی ذات سے بھی ہُوئے معجزے کئی
کون و مکاں میں ہوتے رہے، معجزے کئی
ارض و سما میں دیکھے گئے، معجزے کئی
اب تک یہی مثال ہے قرآن بالیقیں
لاریب معجزہ ہے یہ تاحشر ناظریں

ہوتا ہے کب محبّ بھلا محبوب سے جدا
کرتا خطاب اُنؐ سے ہے کچھ ایسے کبریا
والشّمسؐ و والضحیٰؐ، کہیں والعصر کی صدا
یٰسینؐ و والقلمؐ، کہیں واللیل کی ادا
یعنی حیاتِ قلزمِ نورِ ثبات سے
مژدہ اُتر رہا ہے نہایت تپاک سے

باطل معاشرت کو پیامِ خدا دِیا
قرآن سے جہاں کو نظامِ خدا دِیا
ہر اک کو صدقِ دل سے سلامِ خدا دِیا
بے شک نگاہِ ساقی نے جامِ خدا دِیا
جو بھی دیا حضورؐ نے سب یاد تھا سبق
نشّے میں حق کے جھوم اٹھے بندگانِ حق

وحشی تھے جنگجو تھے، بڑے سخت لوگ تھے
منکر تھے حق کے ایسے وہ بد بخت لوگ تھے
جنگِ منافرت میں وہ خود رخت لوگ تھے
بے تاج بادشاہ تھے ،بے تخت لوگ تھے
اب یوں ہیں اپنا بخت بناتے عرب کے لوگ
نامِ نبیؐ پہ سر ہیں کٹاتے عرب کے لوگ

اخلاص اور مہر و مروت کا نام آپؐ
ایثار اور امن و محبت کا نام آپؐ
انوار اور جاہ و وجاہت کا نام آپؐ
کردار اور حق و صداقت کا نام آپؐ
ہر ایک وصف ذاتِ نبیؐ میں ہے جلوہ گر
اخلاق آپؐ کا تو ہے قرآن سر بہ سر

الحمد سے وہی تو ہے والناس تک حسیں
سرمایۂ حیات ہے ہر پارۂ مبیں
آپؐ اُس کے حرف حرف کا مصدر ہیں بالیقیں
کرتے ہیں رشک آج بھی سب آسماں، زمیں
دراصل کائنات کا محور حضورؐ ہیں
منظر حضورؐ ہیں، پسِ منظر حضورؐ ہیں

گو ہے پھٹی پرانی چٹائی حضورؐ کی
عرشِ بریں تلک ہے رسائی حضورؐ کی
مقصود تھی جو حق کو بڑائی حضورؐ کی
اُلفت ہر ایک دل میں بسائی حضورؐ کی
کلمہ، نماز، چاہے اذاں کا ہو سلسلہ
ذکرِ خدا کے ساتھ ہے ذکرِ نبیؐ روا

برتاؤ سب سے ایسے کِیا ہے حضورؐ نے
جو بھی کسی نے مانگا دِیا ہے حضورؐ نے
احسان کب کسی کا لِیا ہے حضورؐ نے
خود ہی لباسِ چاک سِیا ہے حضورؐ نے
خلقِ عظیم برتا سدا نازنینؐ نے
خود اپنے جوتے گانٹھے شہِ مُرسلینؐ نے

طرزِ ادا جدا ہے نرالا ہے بانکپن
شرم و حیا قدم بہ قدم آپؐ کا چلن
ہر لمحہ حق کے واسطے مصروف اور مگن
کھائے نہ مات ایسا ہے مضبوط وہ بدن
رکانہ کو وہؐ ایک ہی دم میں پچھاڑ دیں
دم کیا ہے چاہے اس سے بھی کم میں پچھاڑ دیں

ظلمت کی کھائیوں سے نکالا ہے آپؐ نے
جو گر چکے تھے اُن کو سنبھالا ہے آپؐ نے
سر پر کڑا جو وقت تھا ٹالا ہے آپؐ نے
انسانیت کو اس طرح پالا ہے آپؐ نے
یعنی کبھی بھی سخت نہ اک لفظ تک کہا
نرمی سے اور دھیان سے ہر بات کو سُنا

بوڑھی کی گٹھڑی تھام چلے شاہِ انبیاؐ
وہ جانتی نہ تھی کہ یہی ہیں وہ مصطفےؐ
کہنے لگی کہ جادوگر اک ہے یہاں بڑا
خود کو نبی وہ کہتا ہے بس اُس سے بچ ذرا
منزل پہ جا کے بولے کہ میں ہی ہوں وہ نبی
یہ سن کے بوڑھی حلقۂ ایماں میں آ گئی

داؤدؑ نے کہا تھا کہ پیارے کا چہرہ ہے
یہ ابراہیمؑ کے ہی گھرانے کا چہرہ ہے
ہر ایک نے کہا ہے کہ اپنے کا چہرہ ہے
پورا یقین ہے کسی سچے کا چہرہ ہے
چہرہ نبیؐ کا دیکھ کے حق بات کی تمام
ایماں ابھی نہ لائے تھے عبداللہ بن سلام

فخرِ امامِ انبیاء ہو کر متین ہیں
دامن ، نظر، جبیں کے کشادہ، حسین ہیں
ہر اک ادا میں آپؐ سدا وقفِ دین ہیں
ایسے وہ دل پذیر ہیں اور دل نشین ہیں
آواز اُنؐ کی عرشِ بریں کی مکیں ہُوئی
عکسِ فلک اُنہیؐ کے سبب سے زمیں ہُوئی

بیساکھیاں ہٹا کے یوں چلنا سکھا دِیا
یعنی بنا سہارے سنبھلنا سکھا دِیا
یوں مزرعِ حیات کو پھلنا سکھا دِیا
دینِ مبیں کے رنگ میں ڈھلنا سکھا دِیا
خالق پہ اعتقادِ نظر آپؐ سے مِلا
کھویا ہوا مقامِ بشر آپؐ سے مِلا

ایمان کو نصیب ہُوا اعتمادِ ذات
ایقان کو نصیب ہُوا اعتمادِ ذات
پہچان کو نصیب ہُوا اعتمادِ ذات
انسان کو نصیب ہُوا اعتمادِ ذات
کچھ بانکپن سے اور نہ ناز و ادا سے ہے
یہ اعتمادِ ذات انھیؐ کی عطا سے ہے

حیراں ہے دنیا آپ نے کیسا بنا دیا
اپنے کرم سے دیکھنے والا بنا دیا
نادان آدمی کو بھی دانا بنا دیا
اور دین کے حصول کا رسیا بنا دیا
اُنؐ کے کرم سے دیکھیے وہ پھیلی روشنی
ظلمت کی وادیوں سے نکل آئی روشنی

افضل ہیں انبیا میں حبیبِؐ خدا بجا
اُمت میں اُنؐ کی ہونے کو مانگیں نبی دعا
ہر اک کو اُنؐ کی بخششِ پیہم کا آسرا
گرتے ہوؤں کا رحمتِؐ عالم پکارنا
سیلِ حوادثات میں بس وہؐ کنارا ہیں
کوئی نہیں سہارا فقط وہؐ سہارا ہیں

چھائی ہُوئی تھی تیرگی حُجرہ میں جا بہ جا
ہونا تھا یعنی ایک نیا اور معجزہ
گُل تھے چراغ جلتا نہ تھا ایک بھی ''دِیا''
روشن جمالِ یارؐ نے وہ حُجرہ کر دیا
تصدیقِ جسم و جانِ معطر ہے ضو فشاں
کرتے ہیں رشک آپؐ پہ سارے زماں، مکاں

ہر سمت جلوہ ریز ہیں جلوہ نمائیاں
پھوٹیں جبینِ ناز سے وہ روشنائیاں
تاریکیاں کہ دینے لگی ہیں دہائیاں
صبحِ طلوعِ نور نے آنکھیں بچھائیاں
میرے نبیؐ ہیں ایسے اجالے لیے ہُوئے
تاریخ کے تمام حوالے لیے ہُوے

ظلمت کدہ کے رنگ بکھرتے چلے گئے
افکار دیں کے سارے سنورتے چلے گئے
الفاظ اُنؐ لبوں سے نکھرتے چلے گئے
اذہانِ خشک، تر ہوئے ، بھرتے چلے گئے
کایا پلٹ کے رکھ دی جہانِ خراب کی
اللہ کی زباں تھی رسالت مآبؐ کی

سایہ فگن وہ نور کا عالم تھا جا بہ جا
جلوہ اَحد کا اور تھا احمدؐ کا اور تھا
عرشِ بریں پہ آپؐ نے جس دم قدم رکھا
وہ انبساطِ شوق سے خود جھومنے لگا
یعنی کہ باکمال ہے معراجِ مصطفیٰؐ
بے مثل و بے مثال ہے معراجِ مصطفیٰؐ

وہؐ نازنینِ کُنجِ حرا، حُسنِ لازوال
مقصودِ کائنات ہیں بے مثل و بے مثال
کونینِ حسنِ یار سے ہے شوکتِ جمال
راہِ نجات بھی ہیں وہیؐ منزلِ کمال
دنیا میں یعنی سب سے ہی برتر حضورؐ ہیں
محشر میں بھی تو شافعِ محشر حضورؐ ہیں

ٹوٹا جمودِ ذات، گئی فکرِ انجماد
اجلا نظامِ فکر، مٹی فکرِ انجماد
نقشہ بدل گیا کہ ہٹی فکرِ انجماد
صلِ علیٰ کی رو میں بہی فکرِ انجماد
ذہنوں کو تیرگی سے کیا پاک آپؐ نے
روشن مثال کر دیا ادراک آپؐ نے

نیرنگیٔ بہار طلسمِ نمود ہے
اِس سے سجی ہُوئی ہے جو بزمِ شہود ہے
بزمِ شہود میں بھی انھیؐ کا وجود ہے
جن پر بروئے اعظم و پاکش درود ہے
جانِ ازل ہیں، حُسنِ حقیقت ہیں مصطفٰےؐ
روحِ ابد ہیں، صدقِ مودّت ہیں مصطفٰےؐ

ہر سو کرم کے جیسے گلستان کِھل اُٹھے
رو پوش تھے جو دہر کے امکان کِھل اُٹھے
ایماں کے سارے پھول بصد شان کِھل اُٹھے
روشن ہوئے قلوب تو اذہان کِھل اُٹھے
میرے نبیؐ نے ایسے بڑھائے یہاں قدم
ذرّوں نے گفتگو کی ستاروں سے دم بہ دم

کیا گہرا نیلا، سبز، بنفشی سماں مِلا
نارنجی، پیلا، سرخ، اُفق پر نشاں مِلا
اک آسمانی رنگ کِھلا درمیاں مِلا
رنگوں سے کھیلتا ہُوا یوں آسماں مِلا
قوسِ خدا کے رنگ یہ پہلے بھی تھے مگر
رحمت کا ابر برسا تو نکھرے تمام تر

رحمت ہیں عالمیں کے لیے آپؐ سر بہ سر
راحت ہیں غم گزیں کے لیے آپؐ سر بہ سر
جلوت ہیں بزمِ دیں کے لیے آپؐ سر بہ سر
شوکت ہیں عاشقیں کے لیے آپؐ سر بہ سر
سب انبیا کی شان وریٰ الوریٰ مگر
دیکھا ہے رتبہ آپؐ کا سب سے سوا مگر

وسعت پذیر اُن کے سبب ایک اک جہاں
ہر ایک دور اُنؐ سے ہی ٹھہرا ہے با اماں
تسلیم کیوں کریں نہ اسے ہم بہ صدقِ جاں
بحث و مباحثہ کیے بنتی نہیں یہاں
اُنؐ کے نہ بعد آئے گا کوئی نبی رسول
اللہ نے کہا کہ وہؐ ہیں آخری رسول

جس نے بھی کی قبول ہے دعوت رسولؐ کی
اُس کو عطا ہوئی ہے حمایت رسولؐ کی
اُس کے نصیب میں ہے شفاعت رسولؐ کی
اللہ کے قریب ہے اُمت رسولؐ کی
دنیا و آخرت میں سبھوں کا سہارا آپؐ
روزِ جزا میں تشنہ لبوں کا سہارا آپؐ

تاریخ ہے گواہ کہ دیکھی نہیں کبھی
لغزش کوئی بھی قدموں سے لپٹی نہیں کبھی
سلجھی ہر ایک گُتھی کہ اُلجھی نہیں کبھی
دیکھی ہو ایسی ذات بھی کوئی نہیں کبھی
راہیں بصد سلیقہ و ڈھب جا بجا مِلیں
اُنؐ کے طفیل منزلیں، تب جا بجا مِلیں

دشمن پہنچ کے بھی نہ پہنچ پایا غار میں
بس جال دیکھ کر ہی نہ وہ آیا غار میں
گویا کہ اس کا در نہ سکا سایا غار میں
تھا جب کہ کائنات کا سرمایا غار میں
محبوبِ کبریا ہیں کوئی آپؐ سا نہیں
پہنچے گزند آپؐ کو حق چاہتا نہیں

یثرب تھا پہلے، بعد میں شہرِ نبیؐ ہُوا
اُن کی ضیاءِ فکر سے ہی روشنی ہُوا
یوں روشنی ہُوا کہ وہ ساماں دلی ہُوا
فیضِ نظر سے آپؐ کے وہ زندگی ہُوا
زندہ کیا کچھ ایسے درخشندہ کر دیا
اس خارزارِ دہر کو تابندہ کر دیا

اذہان پُر سکون ہُوئے، روشن ہُوئے ضمیر
اکسیرِ باصفا سے منور ہُوئے خمیر
اللہ سے وہ دیں کی ملی دولتِ کثیر
شاہوں سے بڑھ کے مرتبہ میں اُنؐ کے ہیں فقیر
مشکل کشا و قبلۂ حاجات ہے وہؐ ذات
منبع صفات، ایسی جدا ذات ہے وہؐ ذات

مکہ کی فتح آپؐ کا اک اور معجزہ
اپنے ہر ایک دشمنِ جاں کو ہے یہ کہا
الزام تم پہ کوئی نہیں جو ہُوا، ہُوا
آزاد ہو تم آج کے دن درگزر کِیا
اپنوں پہ ہی نہیں ہے عنایت حضورؐ کی
رحمت ہے سب کے واسطے رحمت حضورؐ کی

ہر بے اماں کو دیکھیے کیسی اماں مِلی
سایہ کناں وہ رحمتِ حق جاوداں مِلی
بے نطق، بے زبانِ جہاں کو زباں مِلی
اصحاب کو وہ صحبتِ شایانِ شاں مِلی
نازل ہُوئی ہے جس پہ ہمیشہ کی اک کتاب
جس سے چمک رہا ہے یہ انفاسِ آفتاب

کچھ یوں بساطِ دشمناں پل میں الٹ گئی
سر بھی جھکا غرور کا، گردن بھی کٹ گئی
یعنی مسافتِ غمِ دوراں سمٹ گئی
آدم کی زندگی کی تو کایا پلٹ گئی
اُنؐ کے طفیل، اُنؐ کے دیے حلم سے اُٹھا
پرچم سلامتی کا فقط علم سے اُٹھا

پھر یوں کتابِ زیست کا کھلنے لگا ورق
آسان ہو کے رہ گیا ہر مرحلہ ادق
ہر سو بلند ہونے لگا ایسے حرفِ حق
جامع کلام نے ہی کِیا تیرگی کو شق
یعنی جہانِ تیرہ چمک اُٹھا آپؐ سے
حتیٰ کہ نخلِ علم لہک اُٹھا آپؐ سے

یوں بابِ حرف وصوت کا اک سیل ہے رواں
جس کو سلام کرتا ہے قرطاسِ آسماں
جس کی ہر ایک موج میں لاکھوں تجلّیاں
اور یہ تجلّیاں ہیں حقیقت کی ترجماں
یعنی وہؐ حق نواز ہیں اور حق شناس ہیں
اقلیمِ علم کی وہؐ مکمل اساس ہیں

خطبہ شعور و آگہی کا، حجۃالوداع
آئینِ بے مثال بنا، حجۃالوداع
ابلاغ نے کمال کِیا، حجۃالوداع
منشور کا جمال ہُوا، حجۃالوداع
دکھلا دیا جہاں کو فصاحت کا رنگ بھی
سمجھا دیا جہاں کو بلاغت کا ڈھنگ بھی

اُنؐ کو فقیہہ، اُن کو مقرر کہے کوئی
اُنؐ کو امام، اُنؐ کو سخن ور کہے کوئی
اُنؐ کو حبیب، اُنؐ کو پیمبر کہے کوئی
اُنؐ کو بشیر، اُنؐ کو منوّر کہے کوئی
مجھ سے ہے فقر اور فقیری سے ہوں، کہا!
ورنہ یہ کائنات تو صدقہ ہے آپؐ کا

افضل نہیں ہے کوئی کسی سے یہاں مگر
اُس کے قریب ہے کہ جو باتقویٰ ہے بشر
قائم نظامِ فکر کِیا اور مٹایا شر
جو بھی کہا وہ کر کے دکھایا ہے عمر بھر
وحدت کا اک جہان دکھایا حضورؐ نے
ہر امتیازِ کہن مٹایا حضورؐ نے

جیسا خدا نے چاہا تھا ویسا بنا دیا
انسان کو حقیقی خلیفہ بنا دیا
ذکرِ خدا کو اُس کا وظیفہ بنا دیا
دونوں میں بات چیت کا رستا بنا دیا
جب راستے میں آپؐ نگہبان ہو گئے
مشکل ترین مرحلے آسان ہو گئے

سوئے ہوئے ضمیر کو بیدار کر دیا
سر کو انھیؐ نے لائقِ دستار کر دیا
اللہ کے غضب سے خبردار کر دیا
رحمان کے تقاضوں سے ہشیار کر دیا
انسان کو فضیلتِ انساں نواز دی
مردہ دلوں کو دولتِ ایماں نواز دی

ایسا یقین بخشا کہ اوہام مٹ گئے
ذہنِ رسا عطا کیا، ابہام مٹ گئے
بے مایا فکر کے سبھی آلام مٹ گئے
باطل کے یعنی سارے در و بام مٹ گئے
اللہ کی مدد سے عمارت حسین کی
ہیں اینٹ آپؐ آخری دینِ مبین کی

اِنسان کو شعور مِلا ، راستہ مِلا
گرتے ہوؤں کو ایک نیا آسرا مِلا
اُنؐ کے طفیل ہی تو درِ ''اِنَّما'' مِلا
وِردِ زبان نعرۂ حق جا بجا مِلا
ذہنوں میں پرتپاک چلی ''ہل اتیٰ'' کی رَو
وحدانیت کا درس ہے ''صلِ علیٰ'' کی رَو

فکر و عمل کو ایسے چڑھایا ہے سان پر
نعرہ زمیں پہ گونجا ، دھمک آسمان پر
محبوبِ کِبریا کی تجلی جہان پر
دو رائے ہو ہی سکتی نہیں اُنؐ کی شان پر
اُنؐ سے شعور و آگہی کا باب وا ہُوا
وحدانیت کا درس اُنھیؐ کے سبب ملا

سیلِ حوادثات میں بھی کیوں نہ ہو رواں
وحدانیت کی کشتی ہے احمدؐ ہیں بادباں
مضبوط ہیں یہ دونوں، نہیں کوئی ناتواں
پھر رخنہ ڈالے کون، کرے کون این و آں
سورج کو کون ہے جو برابر تکا کرے
بینائی لے کے سامنے اُس کے کھڑا رہے

پیشِ نظر ہے جلوۂ تابانِ مصطفٰےؐ
تابانِ مصطفٰےؐ، رخِ شایانِ مصطفٰےؐ
مسکان کا شرف رخِ خندانِ مصطفٰےؐ
تھامے ہوئے ہے زندگی دامانِ مصطفٰےؐ
ہر لمحہ عین حق و صداقت لیے ہُوئے
وحدانیت کا درسِ فضیلت لیے ہُوے

شائستگی کو آپؐ نے بیدار کر دیا
ظلم و ستم کی راہ میں دیوار کر دیا
فرسودگی کو زیرِ گراں بار کر دیا
انسانیت کی راہ کو ہموار کر دیا
یعنی زمینِ فکر برابر اُجال کر
تخیلِ زندگی کو یوں سینچا سنبھال کر

سورج ہو چاند ہو کہ ستاروں کی اصلیت
باغِ جہاں میں پھولوں کی خاروں کی اصلیت
غیروں کی اصلیت ہو کہ یاروں کی اصلیت
اللہ ! جانتے ہیں وہ ساروں کی اصلیت
اللہ نے حضورؐ کو کچھ ایسی شان دی
مٹھی میں کائنات ہے شاہِؐ زمان کی

انساں نے کائنات کو دیکھا ہے جھوم جھوم
چوں کہ ہے کائنات میں بس آپؐ ہی کی دھوم
بخشے ہیں آپؐ ہی نے زمانے کو سب علوم
کردی عیاں حقیقتِ عرش و مہ و نجوم
تخلیق کا سبب بھی ہیں، صاحب نظر بھی ہیں
یعنی اِدھر بھی ہیں وہی یعنی اُدھر بھی ہیں

آپؐ اولین نغمۂ سازِ الست ہیں
رازِ الست و کاشفِ رازِ الست ہیں
نازِ الست بھی ہیں نیازِ الست ہیں
دراصل باعثِ تگ و تازِ الست ہیں
اسرار کیا زمین کے کیا آسمان کے
وا کر دیے خدا نے سبھی لا مکان کے

اللہ کے بسیط خزینے سے ہے مِلا
اُنؐ کے طفیل سب ہی قرینے سے ہے مِلا
جینے کا ڈھنگ اُنؐ کے ہی جینے سے ہے مِلا
خوشبو کو ناز اُنؐ کے پسینے سے ہے مِلا
وہؐ عطر بیز ، عطر فشاں روحِ زندگی
نازاں اُنھیؐ کے دم سے ہے بس ذوقِ بندگی

شیرینیِ سخن میں جڑے بے حساب پھول
لب ہائے دل نوا سے جھڑے بے حساب پھول
پتھر دلوں میں اُگ ہی پڑے بے حساب پھول
لگ کر قطار میں ہیں کھڑے بے حساب پھول
سب دست بستہ خدمتِ عالی جناب میں
حاضر ہیں سر جھکائے رسالت مآبؐ میں

رحمت نے اُنؐ کی سارے زمانے کو پالا ہے
بھوکے رہے حضورؐ سوالی نہ ٹالا ہے
وہم و گماں، یقین کے سانچے میں ڈھالا ہے
کہتا ہے ہر سوالی کہ اک دینے والا ہے
خندہ جبین و لب وہؐ گہر پارۂ کمال
دیتے ہیں جو بھی مانگے کوئی شاہِ خوش خصال

ہر ایک کے لیے ہیں وہیؐ با اماں ہُوئے
ہر جلتے بلتے جسم پہ وہ چھتر چھاں ہُوئے
یوں انگلیوں سے فیض کے دریا رواں ہُوئے
سیراب اتنے پیاس کے مارے کہاں ہُوئے
وہ کامراں ہوا جو چلا اُنؐ کے ساتھ ساتھ
یعنی سبیلِ رحمتِ باری ہے ہاتھ ہاتھ

یہ رہنمائے زندگی ہے آیۂ حیات
یہ آیۂ حیات کہ ہے پایۂ حیات
یہ پایۂ حیات کہ ہے مایۂ حیات
یہ مایۂ حیات ہے سرمایۂ حیات
وہؐ سلسبیلِ فکر و عمل کا نشور ہیں
وہؐ کیسے ڈگمگائیں کہ جن کے حضورؐ ہیں

ایمانیت کا ایسا جلایا گیا چراغ
شیطانیت کا چہرہ ہوا خود ہی داغ داغ
نورانیت کے پھولوں سے مہکا تمام باغ
انسانیت کے رنگوں سے آخر بھرا ایاغ
حق جام پی کے زندگی مسرور ہو گئی
چھائی ہُوئی تھی مُردنی سب دُور ہو گئی

چشمِ فلک نے جذبہ ایماں میں رَم کِیا
چھوٹی کرن، جہان نے سر اپنا خم کِیا
تارِ نفس کو تارِ حقیقت میں ضم کِیا
ہر موجۂ حیات رواں دم بہ دم کِیا
دیکھو! مرے حضورؐ نے کیا کیا نہیں کِیا
سوچو! مرے حضورؐ نے کیا کیا نہیں کِیا

ہر اک فصیلِ خار کو خاشاک کر دیا
ہر زاویہ نگاہ کا یوں پاک کر دیا
غلطیدہ ہر نظر کو تہِ خاک کر دیا
مخفی جو جلوہ تھا سرِ ادراک کر دیا
کچھ اس طرح وہ جذبِ دروں دے دیا گیا
آنکھوں کو نور دل کو سکوں دے دیا گیا

جو سوچتے ہیں کیسے بھلا دم دکھائی دے
بیمار کے دموں میں شفا دم دکھائی دے
وقتِ نزع ہو اور نیا دم دکھائی دے
رنگت ہو زرد اور ہرا دم دکھائی دے
دیکھیں اُدھر حضورؐ کی نظرِ کرم ہُوئی
دم آگیا دموں میں سحر تازہ دم ہُوئی

ہر ڈوبتے کو سانس عطا آپؐ نے کیے
لرزے ہوئے حواس بجا آپؐ نے کیے
صرصر کے جھونکے بادِ صبا آپؐ نے کیے
مدت کے قید پنچھی رہا آپؐ نے کیے
اُنؐ کے طفیل زندگی سوغات ہو گئی
رحمت کی چار سمت ہی برسات ہو گئی

بے مایہ آدمی بھی بہت قیمتی ہُوا
اُسؐ ہی سخی نے نظرِ سخا سے سخی کِیا
دونوں جہاں کی خوشیوں سے دامن کو بھر دیا
رنج و الم کا دریا کہ فوراً اتر گیا
اِحسان زندگی پہ کِیا یوں حضورؐ نے
وجدان زندگی کو دیا یوں حضورؐ نے

جس سر پہ چھت نہیں تھی اُسے بھی ہے چھت مِلی
یہ چھت بھی یعنی آپ ہی کی معرفت مِلی
اِس معرفت سے ایسی ہے اپنائیت مِلی
جس پر نثار دنیا کی ہر سلطنت مِلی
بخشش حضورؐ کی ہے نرالی ہے صبحِ نور
روشن گھروں میں دیکھنے والی ہے صبحِ نور

سرسبز زندگی کا نشاں بولنے لگا
گرہیں تصورات کی سب کھولنے لگا
ایسے کتابِ حق کے ورق پھولنے لگا
میزانِ عقل پر وہؐ اُنھیں تولنے لگا
سیکھا ہے یہ طریق بشر کس کتاب سے
یہ بھی مِلا شعور رسالت مآبؐ سے

ظالم نے چل کے دیکھ لی ہر ایک چال، سوچ!
لوگوں کو اس نے کیسے کیا یرغمال، سوچ!
انسانیت کو ہوتے ہُوئے پائمال، سوچ!
پھر شاہِؐ دوجہان کا اوجِ کمال، سوچ!
مظلومیت کے سر پہ رکھا دستِ تاج بھی
اِنسانیت کا فخر سے سر اونچا آج بھی

اُنؐ کے سوا خیال کسی کو عدو کا ہے
مژدہ ہر اک کے واسطے ''لا تقنطو'' کا ہے
نعرہ جو گونجتا ہے فقط اللہ ہُو کا ہے
کیا سلسلہ زمیں تا فلک گفت گو کا ہے
ہر سلسلہ حبیبِؐ خدا کے طفیل ہے
ہر مرحلہ حبیبِؐ خدا کے طفیل ہے

اُمت کے غم میں ہوتا ہے یوں بے قرار کون
غم خوار کون اور ہُوا غم گسار کون
خلوت میں ہو رہا تھا بھلا اشک بار کون
ہر ایک سر پہ دیکھیے ہے سایہ دار کون
کچھ سوچیے تو حضرتِ انسان! کون ہے
کس کو خبر نہیں کہ وہ ذیشانؐ کون ہے

یہ الفتِ مدام کہ ہے حکمتِ مدام
یہ حکمتِ مدام کہ ہے نعمتِ مدام
یہ نعمتِ مدام کہ ہے راحتِ مدام
یہ راحتِ مدام کہ ہے رحمتِ مدام
اللہ نے کیا ہے یہ کیوں انتظام بول
پیشِ نظر ہے کون رہا خود مقام بول

جس نے دلوں میں حق کو اُتارا ہے وہ نبیؐ
انسانیت کو جس نے سنوارا ہے وہ نبیؐ
ارض و سما نے جس کو پکارا ہے وہ نبیؐ
دونوں جہاں میں انجمن آرا ہے وہ نبیؐ
قربان جائیں شانِ رسولِ اَنام پر
اللہ بھیجتا ہے درود اُنؐ کے نام پر

خوش بخت روشنی ہے کہ تجسیم کی گئی
تجسیم کر کے باعثِ تکریم کی گئی
تکریم سے جہان میں تقسیم کی گئی
تقسیم میں نہ پھر کبھی ترمیم کی گئی
ذاتِ نبیؐ سے پھوٹتی نازاں ہے روشنی
خندہ کناں ہے اور درخشاں ہے روشنی

آنکھوں کی روشنی کہیں حرفوں کی روشنی
تابانیِ حیات کے جذبوں کی روشنی
ہر سمت جلوہ ریز ہے سوچوں کی روشنی
سورج کو خیرہ کرتی ہے لفظوں کی روشنی
نورانیوں کے تو شہِ والا حضورؐ ہیں
ترسیلِ روشنی کا حوالہ حضورؐ ہیں

دنیا کے یہ نظارے بھی ہیں کس شمار میں
دریا ندی کے دھارے بھی ہیں کس شمار میں
یہ کہکشاں ستارے بھی ہیں کس شمار میں
اُنؐ کے حضور سارے بھی ہیں کس شمار میں
نقشِ قدم سے اُن کے ابھرتا ہے آفتاب
دریوزہ گر ہے اُنؐ کی گلی کا یہ ماہتاب

دیکھا کریں یہ دیکھنے والے، بچھے ہُوئے
راہوں میں اُنؐ کی چاند ستارے بچھے ہُوئے
قدموں سے اُنؐ کے لپٹے اجالے، بچھے ہُوئے
یکجا ہوئے ہیں ایسے یہ بکھرے بچھے ہُوئے
یعنی اُجالے ایک ہی صف میں ہیں آ گئے
آتے ہی صف میں ظلمتِ شب پر ہیں چھا گئے

پیشِ نظر ہے آج بھی روضہ حضورؐ کا
وہ روشنی کا منبع وہ جلوہ حضورؐ کا
دنیا میں ساری نعمتیں صدقہ حضورؐ کا
ہے آخرت میں بھی یہی خاصہ حضورؐ کا
کیسے ہم اُنؐ کا چھوڑ کے در ، دربدر پھریں
بھیجیں درود اُنؐ پہ نہ کیوں اُنؐ کا دم بھریں

یہ منبعِ ضیا ہے سدا آپؐ کی عطا
عقلِ سلیم، عقلِ رسا آپؐ کی عطا
ایسے ہوئی ہے جلوہ نما آپؐ کی عطا
ہر سمت اللہ ہُو کی صدا آپؐ کی عطا
اللہ کی عطا نے خزانے شعور کے
انسانیت کو بخشے ہیں صدقے حضورؐ کے

اُنؐ کا اگر خیال نہ ہو زندگی نہ ہو
اُنؐ کا اگر جمال نہ ہو روشنی نہ ہو
اُنؐ کا اگر وجود نہ ہو دل کشی نہ ہو
اُنؐ کا اگر دیار نہ ہو تازگی نہ ہو
ہے جو ازل سے نوعِ بشر کے لیے سفیر
میرے نبیؐ کی ذات ہے جو ہے ابد نظیر

فکر و نظر کی اور تخیّل کے دھوم کی
دیکھیں برس رہی ہے گھٹا کیا علوم کی
بوچھار ہو رہی ہے زمیں پر نجوم کی
ذہنوں سے تیرگی کہ چھٹی ہے غموم کی
اُنؐ کے سوا بتاؤ اگر ہے کسی کے پاس
انساں نوازنے کا ہنر ہے کسی کے پاس؟

ایوانِ علم اور عمل اُنؐ کی بات ہے
بنیادِ فکر و آگہی بس اُنؐ کی ذات ہے
اور رہنما حیات کی، اُنؐ کی حیات ہے
اقرار اُنؐ کا، دن ہے، نفی اُنؐ کی، رات ہے
سامانِ زندگی کا احاطہ کیے ہُوئے
اللہ کی عطا سے ہیں سب کچھ لیے ہُوے

ہر سو اُنھیؐ کا فیضِ تجلی رواں دواں
ہر دم اُنھیؐ کے دم سے مشرف ہیں جسم و جاں
ہر پل اُنھی کے ذکر سے ہے زینتِ جہاں
ہر سمت اُنھیؐ کی ضو سے منور ہے کہکشاں
لطف و کرم کے سلسلے الطاف و نور کے
ہیں سارے معجزات یہ میرے حضورؐ کے

زیادہ مِلے کہ مجھ کو مِلے کم قبول ہے
ہر اک خوشی سے اُنؐ کا مجھے غم قبول ہے
جو اُنؐ کی یاد میں ہو بسر دم قبول ہے
آنکھوں کو اُنؐ کے واسطے ہی نم قبول ہے
مجھ کو قبول اُنؐ کی خوشی سے خوشی مری
اُنؐ کے طفیل ہی تو ہے یہ زندگی مری

میں بھی ہوں اور ساتھ ہے جمِ غفیر بھی
آزاد بھی، غلام بھی، شہ بھی ، فقیر بھی
لائے ہیں اپنے ساتھ گناہِ کثیر بھی
پیوست ہیں دلوں میں ندامت کے تیر بھی
ہیں دست بستہ ساری نگاہیں جھکی ہوئیں
بخشش کی سمت سب کی ہیں آنکھیں لگی ہوئیں

بخشش کے دیکھ لیجیے سامان ہو گئے
اُنؐ کی وِلا سے مرحلے آسان ہو گئے
سایہ فگن وہ صاحبِ قرآن ہو گئے
اُس زندگی کے بھی وہ نگہبان ہو گئے
صلِّ علیٰ، وَسَلِّمُوْ تسلیم آپؐ ہیں
دونوں جہاں میں صاحبِ تکریم آپؐ ہیں

اقرؔار کی زباں پہ درودوں کے سلسلے
ان سلسلوں سے پھوٹے سحر خیز حوصلے
ان حوصلوں نے بخشے اسے تازہ ولولے
ان ولولوں کی رو میں درودِ نبیؐ چلے
غم مٹ گیا ہے رقصاں ہوئیں شادمانیاں
قدموں کو بڑھ کے چومتی ہیں کامرانیاں

نقطے کو بھی وہؐ وسعتِ مثلِ زمین دیں
الفاظ کو بھی ذوقِ عمل کا یقین دیں
سائل کو مانگنے کا طریقہ حسین دیں
دیں روزگارِ روز و شب اور بہترین دیں
رب کی عطا سے ایسے زباں داں ہیں وہ کہ بس
زیر و زبر کے باب میں ہے اُنؐ کو دسترس

اُنؐ کی عطا نے کر دیا ہے با ہنر مجھے
تسکین کیوں نہ دے گا ہنر کا سفر مجھے
رحمت نے اُنؐ کی ایسے کِیا باثمر مجھے
نکتہ وری نے اُنؐ کی کِیا نکتہ ور مجھے
ہر ایک وصف اور مرا خاصہ اُنھیؐ سے ہے
یعنی مرا تمام اثاثہ اُنھیؐ سے ہے

عقل و شعور، فکر و نظر کا ثمر مجھے
ملتا ہے اُنؐ سے ایسا مِلا ہے ہنر مجھے
اُن کی عطا نے بخشا ہے اک ایسا گھر مجھے
جس نے کبھی کِیا ہی نہیں در بدر مجھے
عرفان اُنؐ کے در سے مِلا، آگہی مِلی
احساں ہے اُنؐ کی ذات کا ہر لمحہ ہر گھڑی

نام اُنؐ کا بے ادب کی زباں پر نہ آئے گا
آ بھی گیا تو حق سے توجہ نہ پائے گا
پائے گا وہ توجہ ، جو دل میں بسائے گا
دل میں بسا کے اُنؐ کا کہا مان جائے گا
یعنی کہ اُنؐ کا نام ادب کی اساس ہے
یعنی یہی اساس حقیقت شناس ہے

قرآن میں بیان ہوئی مدح آپؐ کی
محبوب ایسے ہونے لگی مدح آپؐ کی
توفیق جس کو بھی ہُوئی ، کی مدح آپؐ کی
ہر اک نے صدقِ دل سے کہی مدح آپؐ کی
نکھرا ادب کہ حرفِ جلی بالیقیں مِلا
حسّانؓ سے بھی ذکرِ نبیؐ بالیقیں مِلا

برتے ہوئے خیال، بہر حال فق ہُوئے
الجھے ہوئے سوال، بہر حال فق ہُوئے
بے وجہ با کمال ، بہر حال فق ہُوئے
معنیٔ قیل و قال، بہر حال فق ہُوئے
معنی نئے خیال سرِ ناز ہو گئے
الفاظ اُنؐ لبوں سے سرافراز ہو گئے

علمِ بحور، قافیہ خوانی بجا مگر
علمِ بیان، علمِ معانی بجا مگر
رنگِ فصیح، شعلہ بیانی بجا مگر
رنگِ بلیغ اور روانی بجا مگر
اُنؐ کی عطا ہو، دل میں محبت اُنھیؐ کی ہو
توصیف اِن علوم سے آگے نبیؐ کی ہو

قسمت سے آج میرا ستارہ بلند ہے
ہونٹوں پہ ذکرِ شاہِ زمانہ بلند ہے
کیسے بتاؤں تم کو کہ کتنا بلند ہے
اُنؐ کے کرم سے مجھ سا بھی ادنیٰ بلند ہے
ذکرِ حبیبؐ، جان سے بڑھ کر حبیب ہے
میرا نصیب اُنؐ کی غلامی نصیب ہے

قطرے پہ کی نظر اُسے گوہر بنا دیا
ذرے کو آفتاب کا ہم سر بنا دیا
اپنے کرم سے صحرا، سمندر بنا دیا
بے نطق ، بے زباں کو سخن ور بنا دیا
ہر شے کی حد ہے اُنؐ کی عطاؤں کی حد نہیں
لکھوں میں نعت کیسے مرا اتنا قد نہیں

تکریمِ فکرِ رزق حبیبِؐ خدا نے کی
تعلیمِ فکرِ رزق حبیبِؐ خدا نے کی
تفہیمِ فکرِ رزق حبیبِؐ خدا نے کی
تقسیمِ فکرِ رزق حبیبِؐ خدا نے کی
کاغذ، قلم، دوات نے سر کو جھکا دیا
میں بے ہنر تھا آپؐ نے لکھنا سکھا دیا

پہلے درود میں نے پڑھا، ساتھ کی دعا
بعد از دعا قصیدہ کہا، ساتھ کی دعا
لوگوں نے جب یہ مجھ سے سُنا، ساتھ کی دعا
اُنؐ کا ہو قربِ خاص عطا، ساتھ کی دعا
مجھ کو مرے قصیدے کا ایسا ثمر ملے
اُنؐ کے طفیل اجر بھی شام و سحر ملے

پھیلی ہُوئی ہوا میں صدا عطر بیز ہے
اُنؐ کے سبب جو مانگی دعا عطر بیز ہے
بیرون، اندرون مرا عطر بیز ہے
کیسے نہ ہو کہ اُنؐ کی عطا عطر بیز ہے
موجِ نفس اُنھیؐ کے سبب مشک بار ہے
ہر زاویہ حیات کا اب پُر وقار ہے

کتنے قریب پائے ہیں قوسِ خدا کے رنگ
جیسے قلم کے سائے ہیں قوسِ خدا کے رنگ
شعروں میں کھل کے آئے ہیں قوسِ خدا کے رنگ
قرطاس پر سجائے ہیں قوسِ خدا کے رنگ
قوسِ خدا کے رنگوں میں بھی اُن کی ہے ترنگ
''ارض و سما و بینَ ھما'' میں ہے جن کا رنگ

چھائیں نہ کیسے ابرِ مضامین سر بہ سر
وردِ زباں وہ نام ہے جس کا ہے یہ ثمر
لفظوں کی آبرو کو نہیں کوئی بھی خطر
کوئی کرے کلام بھی کیوں اس کلام پر
لکھوں میں نام اُن ﷺ کا تو کاغذ بھی جھوم جائے
نوکِ قلم کو اوس بھی روز آ کے چوم جائے

آپؐ آئے اس جہان میں یعنی برائے زیست
ہر سر پہ دی ہے آپؐ نے آ کر ردائے زیست
بخشی ہوئی ہے آپؐ کی ساری فضائے زیست
ہر سو سے آ رہی ہے دما دم صدائے زیست
یعنی کہ شرطِ زندگی مدحِ رسولؐ ہے
اقرار روحِ بندگی مدحِ رسولؐ ہے

اب تو حضورؐ قوتِ پرواز دیجیے
اب تو حضورؐ رس بھری آواز دیجیے
اب تو حضورؐ لائقی انداز دیجیے
اب تو حضورؐ اپنے تئیں ناز دیجیے
دوری سے آقاؐ عرض ہے میرا سلام ہو
اذنِ سفر ملے تو یہ حاضر غلام ہو

☆☆☆☆☆